بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

علی گڈھ نمبر

عام قیمت پیشگی ۶ روپے
بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

Reg. No. L. CCLXXXVIII

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عوض دار الامان بینی

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید

جلد ۹

۹-۱۶ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۹-۲۶ مئی ۱۹۱۱ء

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

دس شرائط بیعت

اول۔ یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل ... کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجاویگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضل خدا | مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم | ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست | بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام | دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن | جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را بر و شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست | زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود | آن نہ از خود از ہمان جائے بود
ابتدائے قول او در جان ماست | ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک واز خبرہائے معاد | ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است | منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند راست | منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیاء سابقین | آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست | ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری از آن عالی جناب | نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت پیشگی اخبار سالانہ بلا ضمیمہ ۶ معہ ضمیمہ درس قرآن سالانہ پیشگی للعہ بغیر وصولی قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا۔ خط و کتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذور۔ رسید قیمت اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ ہوگی۔ ہاں جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں انکو بہرحال رسید حاصل کرنی چاہیئے اگر چار ہفتہ تک رسید زر نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے

تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیتے تھے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا فرماتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المہدی رابع مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑہاتے ہیں آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن شریف اور احادیث کے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنیکی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کوشاں رہونگا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا۔

مدرپریس قادیان میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق چھپ کر شائع ہوا

کاتب عاجز محمد حسین عفی اللہ عنہ

مبارک

محترمی مکرمی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے ہاں دوسری بیوی سے ۱۰ مئی ۱۹۱۰ء روز جمعہ صبح ۷ بجے لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح موعود نے فرمایا کہ نام ناصر الدین یا نصیر الدین رکھا جاوے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نومولود کی صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز کرے اور دین کا نام لیوا سے اسم بامسمیٰ کرے۔ آمین۔ ڈاکٹر صاحب موصوف آجکل پرتاب گڑھ ملک اودھ میں ہیں اور بچہ وہیں پیدا ہوا ہے۔

خدا کی سلطنت اور بٹالوی کی شیطنت

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے کچھ عرصہ کے بعد اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کا ۸ نمبر جلد ۲۲ بابت ۱۹۱۰ء شائع کیا ہے اسمیں کئی ایک مضمون لکھے ہیں منجملہ ان کے ایک مضمون کی سرخی ہے "مدعی آسمانی مسیح اور اس کا رفیق" اس مضمون کے عجائبات میں سے مولوی صاحب اپنے اثر اور نتیجہ کی بابت اعلان فرماتے ہیں۔

"اس کے ذریعہ سے جھوٹی مسیحیت و مہدویت کی ایسی بیخ کنی ہوگئی ہے کہ آئندہ کبھی کوئی شخص جھوٹا مسیح اور جعلی مہدی ہونے کا نام نہ لے سکیگا۔"

محمد حسین اور ان کے رفقاء کو خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کی سلطنت اور الٰہی کارخانہ کی کنجی ان کے ہاتھ آگئی اور انہوں نے اتنا بڑا کام کر لیا ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے اس پیشگوئی کرنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ اس مضمون کے بعد خدائی سلطنت میں کوئی جھوٹا مدعی پیدا نہ ہوسکیگا۔" (فاعتبروا یا اولی الابصار)

نئی تجویز مولوی صاحب ممدوح مسلمانوں کے سامنے اپنی کل قدیمی روایات کی بنا پر آمد مسیح اور مہدی کے متعلق اشاعۃ السنہ میں ایک نئی تجویز فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اڈیٹر کے پیش کردہ اور مجوزہ صورت میں مسیح اور مہدی آجاویں تو صادق سمجھے جاویں ورنہ آسمانی مسیح اور اس کا رفیق دونوں جھوٹے قرار دیے جاویں۔ دیکھئے ہمارے مخالف علماء کہاں تک بٹالوی صاحب کی اس رائے میں اتفاق کرتے ہیں۔

مذہب یہ نہیں اسی رسالے کے تمہیدی ریمارک میں مولوی محمد حسین بٹالوی مسلمانوں کے تمام فرقوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ بابت ۱۹۱۰ء میں جو مضمون مسیح اور مہدی کے متعلق لکھا گیا ہے وہ کوئی مذہبی خیالات نہیں ہیں اور نہ ہی مجھے اس مضمون میں صحیح صحیح خیالات کا اظہار مقصود ہے۔ اس میں صرف اہل اسلام کی قدیم روایات کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر اپنا تحقیقی مذہب و اعتقاد آ(ئندہ) بیان کروں تو وہی قول باعتقاد ہے جس کو بڑی صراحت سے کلام میں پاویں۔ بنا بریں مولوی صاحب ممدوح تمام علماء سے درخواست کرتے ہیں کہ کوئی صاحب اس مضمون کو علمی یا مذہبی مضمون سمجھ کر مجھ سے ہرگز نہ الجھیں۔ ورنہ ایسے اصحاب بے علم و کم فہم و کج فہم شناخت فرمائے جاویں گے۔ مولانا ممدوح کی طرف سے علماء کی خدمت میں ہم بھی سفارشی ہیں۔ امید ہے کہ مولوی ثناء اللہ و علماء امرتسری بھی مولوی محمد حسین صاحب کی مخالفت نہ کریں گے بالخصوص جبکہ مولانا ممدوح نے گورنمنٹ میں باادب گذارش بھی کی ہے کہ اس مضمون کے صلہ میں جو کچھ گورنمنٹ سے مجھ کو انعام ملنا ہے اس کا نصف گورنمنٹ مولوی ثناء اللہ کو عطا فرماوے اور نہ ہی علماء اس تحریری انکار سے متعجب ہوں کہ تلوار اور خونریزی و جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں۔

ماتمی جلسہ

قیصر ہند شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات اور شاہ جارج پنجم کی جانشینی کی خبر پچھلے اخبار میں دیجا چکی ہے جس دن یہ خبر یہاں پہنچی تھی اسی دن اظہار رنج میں مدرسہ وغیرہ بند کئے گئے تھے اور مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء نے شامل ہو کر ایک جلسہ ماتمی کیا تھا اس کے بعد اس خبر کے معلوم ہونے پر کہ ۲۰ تاریخ ماتمی روز اتم کیواسطے مقرر کی گئی ہے قادیان کی پبلک کا ایک جلسہ بمقام قادیان میں جس کے اظہار رنج و ہمدردی کرنے کی تجویز کی گئی۔ تمام گاؤں میں اس کیواسطے منادی کی گئی۔ ۲۰ تاریخ کو تمام دفاتر اور دکانیں وغیرہ بند رہے اور صبح کیوقت تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے احاطہ میں جلسہ کیا گیا۔ بتحریک مولوی صدر دین صاحب و تائید مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان صدر جلسہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کی خوبیوں کا بیان کیا کہ اس نے کس طرح ہمیشہ رعایا کی ہمدردی کر کے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا اور تمام یورپ امریکہ ایشیا کے بادشاہوں اور رعایا کے دلوں میں کس قدر عزت و عظمت پیدا کی اور ڈپٹی کمشنر صاحب کا اعلان سنایا کہ سب قومیں اپنے معبدوں میں بادشاہ کیواسطے دعا کریں اور پریزیڈنٹ کی پبلک قادیان کی بدولت اظہار رنج و ہمدردی کا پیغام سرکار کی خدمت میں بھیجا جاوے اس ریزولیوشن کی تائید میں ڈاکٹر صاحب نے مختصر تقریر کرتے ہوئے بادشاہ کیواسطے دعا کی۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس برکت سلطنت برطانیہ کا ذکر کیا کہ بار بار بادشاہ کی ذات کے تمام کام امن کیساتھ چل رہے ہیں اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے بادشاہ کی مختصر سوانح سنائی اور وفادارانہ تعلقات سلطنت کی نصیحت کی اور ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہو کر فرمایا کہ نقل ریزولیوشن صاحب ڈپٹی کمشنر روانہ ہو اور پھر پریزیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ ہماری لفظی ہمدردی کوئی شے نہیں اب ہم کو چاہئیے کہ ہم اور تمام قومیں متفق ہو کر جارج پنجم کی حکومت کی ایسی وفادارانہ اطاعت اٹھائے کہ گذشتہ ناگوار قصے سب کو بھول جاویں۔ بعد شکریہ پریزیڈنٹ صاحب جلسہ ختم ہوا۔

مہدی کے متعلق اہل اسلام کے اعتقاد کی نسبت بٹالوی کی غلط بیانی

سالہائے دراز کی مخالفت کے بعد بٹالوی صاحب اپنے اسی اشاعۃ کی جلد ۲۲ میں اہل اسلام کا قدیمی اعتقاد مہدی کے متعلق روایات قدیمہ سے یہ بیان کرتے ہیں کہ تلوار اور خونریزی اور جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں جہانتک ہم نے مولوی بٹالوی صاحب کے مضمون کو بغور پڑھا ہے اور انکی دوسری تحریروں سے واقفیت ہے ہم اس امر کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ ابھی تک دیگر علماء ہند کی طرح مولانا خود بھی اسی مرض مزمن میں مبتلا ہیں اور مسیح اور مہدی کے متعلق اہل اسلام قدیم کا جو اعتقاد مسلمانوں کی طرف اپنے اس رسالہ اشاعۃ میں منسوب کرتے ہیں جمہور اہل اسلام اس کے خلاف ہیں کسی مصلحت کے لئے مولانا بٹالوی جو غلط بیانی کر رہے ہیں اسکو وہ خود بھی محسوس کرتے ہیں جبھی تو علماء اسلام سے صفحہ ۸۵ رسالہ اشاعۃ میں بدیں الفاظ ایک سوال کرتے ہیں

"اخوان اہل اسلام سے یہ سوال ہے کہ اس مضمون میں جو ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی آئیں گے تو دین اسلام و سنت خیر الانام کی اشاعت آسمانی نشانات اور روحانی برکات سے کرینگے اسمیں وہ تلوار و تفنگ اور لڑائی و جنگ سے کام نہ لیں گے۔ اسلام کی روحانیت اور حضرت امام مہدی کی شان و شوکت اس میں زیادہ تر پائی جاتی ہے یا اس کے برخلاف اس اعتقاد میں جو عوام اور بعض خواص کالعوام میں پایا جاتا ہے کہ وہ کہہ کر سینگے تلوار کے زور سے کرینگے اور سالہا سال کافروں سے اور مخالف سنت مسلمانوں اور مذاہب اربعہ خصوصاً حنفی مذہب کے مقلدوں سے جنگ و جہاد میں مصروف و حیران و سرگردان رہکر ساتویں سال فتح کا منہ دیکھیں گے" اگر علماء اسلام مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس خیال کے ساتھ جو انہوں نے مسیح اور مہدی کے متعلق بزعم خود روایات سے اہل اسلام قدیم کا اعتقاد ظاہر کیا ہے متفق ہیں تو اس صورت ہم اس عمدہ تجویز کو مولوی محمد حسین کی معرفت از سر نو پیش کرتے ہیں جسکو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نے علماء کی خدمت میں تصفیہ کے لئے جانبین کی نسبت کئی بار پیش کیا ہے کہ علماء اگر ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں ہم رائے ہیں تو وہ یقینی دہیں۔ کہ ہم کسی خونی مہدی اور مسیح کے منتظر نہیں ہیں۔ جو سیفی جہاد سے آخری زمانہ میں خونریزیاں کریگا۔ والسلام۔ فضل الدین از قادیان۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۰ء

قبول اسلام۔ بابو محمد نظام الدین صاحب لاہور سے اطلاع کرتے ہیں کہ ۱۳ مئی کو ایک سکھ احمدیہ بلڈنگس میں مشرف باسلام ہوا نام عبد الرحمان رکھا گیا اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔

دُعا ہو۔ برادر قطب الدین صاحب نیر پور سے اپنے بیمار لڑکے کے واسطے درخواست دُعا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سفر علی گڈھ

حمد الٰہی

حمد و ثنا اسی کو جو ذاتِ جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی (دُرِّ ثمین)

حمد و شکر ہے اس علیم و خبیر کے لئے جس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے جیبب محمد عربی علیہ الف الف ملیون صلوٰۃ و سلام کے مقدس و مطہر وجود کے طفیل ہمیں ہدایت نامہ فرقان کا خزانۂ غیر محدود عطا فرمایا۔ جس میں اس فخرِ موجودات سرچشمۂ علم و ہُدیٰ کو رب زدنی علماً کی دُعا سکھلا کر علم کی قدر و منزلت کا مرتبہ تبلایا۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے
احمدؐ آخر زمان کز نور او
سالکان رانیست غیر از وے امام
آن خداوندش بداد آں شرع و دیں
تافت اول بر دیار تازیاں
بعد زاں آں نورِ دین و شرعِ پاک

آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
شد دل مردم ز خور تاباں ترے
رہروان رانیست جز وے رہبرے
کان نہ گردد تا ابد متغیّرے
تازیانش را شود درماں گرے
شد محیطِ عالمے چون چنبرے (دُرِّ ثمین)

مقصد سفر

اما بعد مندرجہ بالا پیشانی کو پڑھ کر ناظرین کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ ایڈیٹر علی گڈہ کہاں جا پہونچا۔ کس مطلب کے واسطے اور کیوں؟ اس لئے سب سے اول میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔ کہ اپریل کے شروع میں علی گڈہ کی تعلیمی کانفرنس کی طرف سے ایک کاغذ ہمارے ہاں بھیجا گیا تھا۔ جس میں ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے کارکنان کو سالانہ جلسۂ مدرسین میں شامل ہوکر اسلامی مدارس ہند کے اتحاد اور اصلاح کے وسائل پر بحث کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ وہ کاغذ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ العزیز کی خدمت بابرکت میں جب پیش ہوا۔ تو ایک مجلس شوریٰ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ دو آدمی جو تعلیمی معاملات سے تعلق رکھتے ہوں اس موقعہ پر علی گڈہ جاویں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اس وفد کے لئے بہت موزون ہوتے۔ لیکن جو تاریخیں (۳۰ اپریل و یکم مئی سنہ ۱۹۱۱ء) اس جلسہ کے لئے مقرر تھیں اُنہیں تاریخوں پر ایم اے صاحب موصوف کو

ایک مبارک تقریب

ناظرین اخبار اس امر سے مطلع ہو چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا نکاح کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی دختر نیک اختر سے قادیان میں اعلان کیا گیا تھا مگر اس وقت ڈاکٹر صاحب موصوف صاحبزادی کو رخصت کرنے کیواسطے طیار نہ تھے لہذا رخصتانہ لینے کے واسطے حضرت مولوی صاحب موصوف ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کی صبح کو بھیرہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس وقت جبکہ میں نے یہ مضمون لکھنا شروع کیا ہے۔ (علی گڈہ یکم مئی سنہ ۱۹۱۱ء) میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے مکرم دوست اپنے حرم محترم کو ہمراہ لے کر داخل دارالامان ہو چکے ہوں گے اور میں اُنھیں مخاطب کر کے دُعا کرتا ہوں کہ بارک اللہ علیکما و جمع بینکما فی خیر - اٰمین۔

غرض ایم۔ اے صاحب نے بھیرہ جانا تھا اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ علی گڈہ جاویں مگر بعد میں خواجہ صاحب کو ایک ایسی مجبوری پیش آئی کہ وہ بھی اس وفد میں شامل نہ ہو سکتے تھے اس واسطے حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے اور عاجز راقم کو اس وفد میں شامل فرما کر شریک جلسہ مذکورہ ہونے کا حکم صادر فرمایا یہ سبب ہوا کہ ایڈیٹر علی گڈہ میں پہونچا۔

روانگی

بعد دُعائے استخارہ اس سفر کے لئے اپنے مرشد و امیر سے ہدایات حاصل کر کے توکلاً علے اللہ جمعرات کے دن قریب ۳ بجے ہم قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور طریق سنت کے مطابق مولوی صدر الدین صاحب کو اس سفر میں اپنا امیر وفد بنایا۔ بٹالہ کے اسٹیشن پر ہم ایسے وقت پہونچے کہ گاڑی اسٹیشن پر کھڑی تھی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قادیان سے روانگی کے وقت ہم نے بہت چاہا کہ پھر ایک دفعہ حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر مصافحہ کریں اور آپ سے دُعا کرالیں۔ مگر حضور بسبب علالت زنانہ مکان میں چلے گئے اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں۔ مناسب نہ جانا گیا کہ آپ کو آواز دے کر تکلیف دی جاوے اور اس انتظار میں رہے کہ حضور خود ہی بستر راحت سے اُٹھیں۔ تو اطلاع کرائی جاوے لیکن ایسا موقعہ مل نہ سکا اور اسی انتظار میں آخری وقت پر اکّہ پر سوار ہونا پڑا۔ بٹالہ میں عین وقت پر پہونچنے کے سبب صرف امرتسر تک کے ٹکٹ خرید کئے گئے اور پھر امرتسر سے علی گڈہ کے ریٹرن ٹکٹ خرید کئے گئے۔

امرتسر ریلوے اسٹیشن

امرتسر کے اسٹیشن پر ہمیں قریباً ۴ گھنٹے ٹھہرنا پڑا اور گیارہ بجے رات (ان) بمبئی میل میں سوار ہوئے اس جگہ اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ چونکہ ہمیں وہاں ریٹرن ٹکٹ بنوانے تھے اس واسطے کئی دفعہ بک انگ آفس میں جانا پڑا ناظرین تعجب کریں گے کہ ٹکٹ بنوانے کے واسطے کئی دفعہ جانے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ امرتسر کا ٹکٹ گھر مطابق قواعد ریل ہر وقت کھلا رہتا ہے اور ایک آدمی ٹکٹ دینے کے واسطے وہاں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ سو اس کا سبب یہ ہوا کہ جو بابو صاحب اس وقت (قریباً آٹھ بجے شام ۲۸- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء) ڈیوٹی پر تھے ان سے ٹکٹ طلب کیا گیا تو کہنے لگے ذرا ہم اپنا پچھلا حساب دیکھ لیں۔ تھوڑی دیر میں آئیے پھر گئے تو کہنے لگے ابھی اور تھوڑی دیر میں آئیے پھر گئے تو کہنے لگے صاحب کیا کریں ہماری کتاب بالکل پھٹی ہوئی ہے علی گڈہ تک میلوں کی تعداد تلاش کرنا حساب بنانا اور ٹکٹ تیار کرنا بڑا مشکل کام ہے میری تو ابھی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ نئے بابو صاحب آتے ہیں ان کے پاس نئی کتاب ہے۔ بس وہ آپ کو فوراً ٹکٹ بنا دینگے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک انگریز صاحب بہادر بھی وہاں آنکلے اُنہوں نے درجہ اول کا ٹکٹ آگرے کا طلب کیا۔ اب اس کو بابو صاحب کیا جواب دیتے وہ ہماری طرح ان کا دیسی بھائی تو نہ تھا کہ ٹال دیتے لگے اسی پھٹی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کرنے۔ معلوم نہیں کہ انھیں میلوں کی تعداد ملی یا نہ ملی لیکن صاحب بہادر کو ٹکٹ بنا کر دے دیا۔ اتنے میں بابو صاحب کی ڈیوٹی ختم ہو گئی۔ اور وہ دوسرے صاحب کو ۹ بجے کے قریب چارج دے کر چلتے ہوئے اور انہیں نے کتاب دیکھ کر ہمیں علی گڈہ کا ٹکٹ بنا دیا ابھی ہم ٹکٹ بنوا ہی رہے تھے۔ جو وہ پہلے صاحب بہادر آگرہ جانیوالے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کو ساتھ لے کر پھر آئے کہ بابو نے ہم سے رقم زیادہ لے لی ہے ہم تحقیقات کرانا چاہتے ہیں وہ پہلے بابو تو موجود نہ تھے۔ نئے بابو صاحب لگے اسی پھٹی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کرنے

مگر پتہ ندارد۔ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر صاحب بھی کھڑے اصرار کر رہے ہیں کہ صاحب کی تشفی کرائی جائے۔ صحیح حساب بنایا جاوے۔ کتنی ہی دیر بابو اور وہ اس کام میں مصروف رہے مگر کچھ پتہ نہ چلا کہ ٹکٹ بنانیوالے نے کس حساب سے ٹکٹ بنایا ہے۔ تعجب ہے کہ امرتسر کے اسٹیشن کے بکنگ آفس میں ریلوے کرایہ کی ایک کتاب بھی درست حالت میں نہ مل سکی۔ یہ حال تو درجہ اول اور درمیانہ درجہ کے مسافروں کا ہے اور دوسروں کو ایسے بابو یونہی ٹرخا دیتے ہیں کہ آگرہ کا ٹکٹ نہیں ہے دہلی کا لے لو۔ سہارنپور کا لے لو اور مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ آپ کو ٹکٹ بنانے کی تکلیف کرنی پڑتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ امرتسر کے بڑے اسٹیشن ماسٹر صاحب کم از کم اتنی تکلیف تو اُٹھائیں گے۔ کہ ٹکٹ گھر میں کرایہ کی ایسی کتابیں بہم پہونچا دیں گے تو اچھی حالت میں ہوں۔ اور اور بابو صاحبان کو مسافروں کو صرف اس بہانہ پر ٹال دینے کا موقعہ نہ رہے کہ صاحب کتاب پھٹی ہوئی ہے۔ میلوں کا حساب کہاں سے دیکھیں جو ٹکٹ بنا دیں۔

لکھہ اودھشٹاتا صاحب کے درشن

رات کو گیارہ بجے گاڑی میں امرتسر سے سوار ہو کر صبح ۹ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہاں معلوم ہوا۔ کہ ہماری ٹرین لیٹ آئی ہے اور علی گڈھ جانے والی گاڑی اس کا انتظار کر کے چلی گئی اور اب شام تک کوئی اور گاڑی علی گڈھ نہیں جاتی۔ اس واسطے بغیر کسی پہلے ارادے کے ہمیں دن بھر دہلی میں ٹھہرنا پڑا۔ عاجز تو حضرت اقدس مرحوم و مغفور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمرکاب ۱۹۰۵ء کے آخر میں دہلی ایک دفعہ جا چکا تھا۔ لیکن میرے معزز رفقا مولوی صدر دین صاحب و مولوی شیر علی صاحب پہلے کبھی دہلی نہ آئے تھے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے مردم خیز قطعہ زمین جہاں شاہان ظاہر و باطن کی بہت سی رُوحیں آرام فرما رہی ہیں۔ اس بات کو گوارا نہ کیا کہ یہ معزز بزرگ اس طرح ان کے پاس سے گذر جاویں اور وہ دہلی جس کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخش چکے تھے اس کی کشش نے ان بزرگوں کو دہلی میں ٹہرا لیا اور عاجز راقم تو خود ان بزرگوں کے ہمرکاب تہا۔ اکیلا کہاں جاتا۔ اس واسطے تجویز ہوئی۔ کہ شہر میں چل کر اپنے معزز دوست میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق و لکھہ اودھشٹاتا دیانند مت کھنڈن سبھا دہلی کے پاس جائیں۔ چنانچہ گاڑی لے کر ہم آپکے در دولت پر پہونچے جہاں ایک بڑے لمبے چوڑے بورڈ پر موٹے حروف میں دیانند مت کھنڈن سبھا کے الفاظ لکھے تھے اور آپنے اس وقت بہ سبب غضا کے لکھہ باندھے ہوئے کچھ ایسی ہی صورت بنائے بورڈ کے اُوپر ایک کھڑکی سے سر نکالا کہ اودھشٹاتا کے عجیب التلفظ عہدہ کی وجہ تسمیہ سے ناواقف آدمی شاید یہی سمجھے کہ اس موتہہ پر ڈھاٹھا سا باندھے ہوئے اس ہیئت کذائی کا نام ہی لکھہ اودھشٹاتا ہے۔

خیر۔ یہ تو اس عجیب قسم کے ہندی لفظ کے متعلق ہوا۔ ہمیں دراصل اس امر سے سروکار نہیں کہ میر صاحب کے عہدہ کا نام کیا ہے۔ قابل دید بات تو یہ ہے کہ وہ کام کیا کر رہے ہیں نہ صرف ہندوستان بلکہ پنجاب کے مسلمانوں نے بھی کئی جگہ اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جس قوت اور تہمت اور پرزور دلائل کے ساتھ میر صاحب موصوف نے آریوں کی تردید کی ہے وہ آریوں کا ہی دل جانتا ہوگا۔ ایسے زبردست لیکچر آپکے آریاؤں کے بالمقابل ہوئے ہیں اور ایسے لاجواب رسالے آپ آریوں کے واسطے تصنیف کئے ہیں کہ آریہ صاحبان ان کے مقابلہ میں کہیں ٹھہر نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

میر قاسم علی صاحب کی محنت

جن صاحبان نے میر صاحب کی کتاب دین الحق مطالعہ کی ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ میر صاحب کیسے محنتی ہیں۔ حضرت صاحب کی کتابوں کے پڑھنے اور ان میں سے احتیاط کے ساتھ آپکے مذہب کے متعلق مضامین کو ایک جگہ جمع کرنے میں اونھوں نے کس قدر مشقت اٹہائی ہے جن صاحبان نے وہ کتاب نہیں پڑھی اونہیں چاہیئے کہ کتاب منگوا کر پڑہیں جو مذکورہ بالا پتہ پران سے بقیمت ۱۲ مل سکتی ہے۔ لیکن اس مختصر ملاقات کے وقت مجھے میر صاحب کی چند اور محنتوں کے ملاحظہ کرنے کا بھی موقعہ ملا ہے ایک تو اونہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام ارشادات کو اول سے آخر تک جمع کر کے ایک فائل بک میں لگایا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن ایام میں اپنے سلسلہ کے کوئی اخبار وغیرہ نہ تھے۔ حضرت مرحوم کی اپنے پاکیزہ خیالات کی اشاعت میں اور دین اسلام کی تائید میں کس قدر محنت اُٹھانی پڑتی تھی۔ وقتاً فوقتاً ایسے اشتہارات زرکثیر سے چھپوائے جاتے اور اپنے پاس سے ٹکٹ لگا کر مختلف شہروں اور ملکوں میں تقسیم کئے جاتے۔ بلکہ ابتدا میں ان اشتہاروں کے پیکٹ بنانے ٹکٹ لگانے اور پتے لکھنے کا کام بھی حضرت صاحب اپنے دست مبارک سے کرتے تھے۔

اللّٰهُمَّ صلّ علیہ وعلٰی آلہ وخلفائہٖ وابعثہُ مقاماً محموداً الذی وعدتہ۔

دوسرا مخالفین سلسلہ احمدیہ کے اشتہارات کو ایک جگہ جمع کر کے میر صاحب موصوف نے ایک فائل طیار کیا ہے۔ ایسا ہی وہابیوں اور بدعتیوں کے درمیان جو جھگڑے تنازعے ہوتے رہے اور فریقین نے ایک دوسرے کے حالات پوست کندہ چھاپے۔ وہ بھی سب ایک جُدا فائل میں جمع ہیں۔ ایسا ہی میر صاحب موصوف نے چند ایک کتابوں کو تالیف کر کے ان کے مسودے طیار کر رکھے ہیں جن پر ایک نظر ڈالنا ظاہر کر دیتا ہے کہ اونہوں نے کس قدر محنت اُٹھائی ہے۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میر صاحب موصوف کو توفیق عطا کرے کہ وہ ان کتابوں کو شائع کر سکیں۔ آمین

مجھے اس امر کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس تھوڑے سے عرصہ میں انہوں نے ہماری کس قدر خاطرداری کی۔ مختصراً یہ کہ اُن کے ان ہم کوئی اجنبی یا مہمان نہ دکھائی دیتے تھے۔ بلکہ جیسا کوئی اپنے گھر میں ہوتا ہے۔ چونکہ وہ جمعہ کا دن تہا اس واسطے دہلی کے دیگر دوست ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب و ماسٹر احمد حسین صاحب وغیرہ سے بھی وہیں ملاقات حاصل ہو گئی۔ فالحمد للہ۔

اہلحدیث بدعتی ہو گئے

جناب میر صاحب موصوف نے جو فائل مقلدین اور غیر مقلدین کے اشتہارات و رسائل کا رکھا ہوا ہے۔ اس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے مجھے جو عجیب بات معلوم ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ وہی باتیں جو مقلدین اہلحدیث کے مقابلہ میں کرتے تہے اور اہل حدیث دلائل عقلیہ و شرعیہ سے ان کا رد کرتے تھے وہی باتیں اب اہل حدیث نے سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں اختیار کر رکھی ہیں۔ مثلاً میں نے ایک نہیں بلکہ کئی ایک لمبے چوڑے اشتہار دیکھے۔ جن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حنفی لوگ جو اہل حدیث کو اپنی مساجد میں گھسنے نہیں دیتے۔ تو یہ ایک بڑا بھاری گناہ اور ظلم صریح ہے اور آیت قرآنی من اظلم ممن منع مساجد اللہ کے ماتحت ظالم ہونے کی دفعہ حنفیوں پر لگتی ہے اور اب وہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں کہ احمدی برادران کو اپنی مساجد میں گھسنے نہیں دیتے (شاید سوائے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب کے جنہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے) اور اگر کوئی اتفاقاً چلا جاوے تو نہائت بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ ہم لوگ تو ان مساجد میں ہی جا کر نماز پڑھنے کے ہرگز خواہاں

نہین - ہم جانتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام زمین مسجد ہی ہے اور تقوے و خشیت کے ساتھ ہم جہان کہین بھی سجدہ کرین گے - وہ انشاء اللہ تعالی مقبول ہو گا - بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو یہ حکم دے کر کہ ہم غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑہین نہ صرف ہمین امامت و اقتدار کے رُوحانی تعلق مین ان شخصون کی متابعت روحانی سے بچا لیا ہے - جنکی امامت اللہ تعالی کے لئے نہین ہوتی - بلکہ چند پیسون کی خاطر ہوتی ہے - بلکہ ایسا حکم دے کر آپ نے ان ناگوار نظارون کے اعادہ سے اسلامی دنیا کو بچا لیا ہے - جو کہ حنفیون اور غیر مقلدون کے درمیان مسجدون کے جھگڑون کے سبب ایسی خوفناک صورت اختیار کرتے تھے کہ ہماری گورنمنٹ کو بہی امن قائم رکہنا مشکل ہو جاتا تہا - غیر مقلد صاحب ہین کہ خواہ مخواہ حنفیون کی مسجد مین گھسے جاتے ہین اور باوجود ان کے روکنے کے ان کی جماعت مین شامل ہو کر نماز پڑہنے کا حق حاصل کرنے کے واسطے مرنے مارنے کو طیار ہو رہے ہین - ادھر حنفی صاحبان ہین - کہ جہان آمین بالجہر کی آواز کان مین پڑی - گویا ان کے واسطے جنگ شروع کرنے کا بگل بج گیا - کہان کی نماز اور کہان کا انقطاع الی اللہ فوراً لڑائی شروع ہو گئی - سر پھوٹ گئے - خون بہنے لگے - تہانون مین رپورٹین لکھوائی گئین - اور مقدمات شروع ہو گئے - الغرض ہم کو تو خدا تعالے نے ان مشکلات سے محفوظ رکہا ہے مگر تعجب ہے کہ اہل حدیث خود کیون بدعتی بن گئے اور دراصل تعجب کی کوئی بات نہین ان کی یہ حالتین اس واسطے ہوئین کہ مسیح موعود کی آمد کی ضرورت کو پورے طور سے ظاہر کر دین اور اب تو دن بدن وہ اور بہی تنزل کر رہے ہین - مسجدون سے روکنا تو ایک ظاہری مقابلہ ہے ان کے تو ایمان بہی باوجود سمجہانے کے اپنے ٹھکانے پر قائم نہین رہے وہی لوگ

جو موحد کہلاتے تھے اب مشرک

بنتے جاتے ہین ایک انسان کو صفات خدا دے کر صلیب پرستون کی رات دن امداد کر رہے ہین - یسوعی صاحبان نے اسلام کے برخلاف جو تیر چلانے کے واسطے تیار کئے ہین انکو زہر آلود کرنے کا کام ان مسلمانون نے اپنے ذمے لے لیا ہے اور نہین جانتے - کہ اپنے ہی ہاتہون سے اپنے دین کے قلعہ کو مسمار کرنے کی کوشش مین لگے ہوئے ہین -

اس نسخہ کو بھی آزماؤ

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرحوم و مغفور نے دہلی مین ایک صاحب سے جو مناظرہ کے واسطے تشریف لائے تھے - اور ممات و حیات حضرت عیسٰے پر گفتگو کر رہے تہے - فرمایا کہ آپنے حضرت عیسٰی کی زندگی کا نسخہ تو آزما لیا کہ آج تک اسلام کو اس نسخہ نے کس قدر ضرر پہونچایا ہے اور اسلامی قوم کی بیماری دن بدن ترقی پکڑ رہی ہے - صدیون کا تجربہ بتلا رہا ہے - کہ یہ نسخہ مفید نہین بلکہ مہلک ہے - کیونکہ دراصل اس کا رواج دینے والا کوئی عیسائی ہے - جس نے ایسی بات اسلامی کتب مین ڈالی اور کسی مفسر نے ناواقفی سے اُسے قبول کر لیا - تو رفتہ رفتہ جاری ہو گیا - مگر اب ذرا کچھ مدت اس نسخہ کو بہی تو آزما کر دیکھو جو مین پیش کرتا ہون - اگر ہم حضرت عیسٰے کی وفات کو تسلیم کر لین - تو ساری عیسائی دنیا کو ہم صرف اس ایک مسئلہ کے ذریعہ سے نیچا دکہلا سکتے ہین اور دکہلا رہے ہین - اب تو عیسٰے کی وفات مین اسلام کی زندگی ہے -

حنفی وہابی ہو گئے

اس فائل کے دیکھنے سے دوسرا نکتہ جو مجھے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ حنفی وہی صاحبان جو اہل حدیث کو بُرا کہتے تھے اور ان کے برخلاف کتابین اور اشتہارات لکھتے تھے اور بڑا زور دیتے تھے کہ یہ لوگ کافر ہین بے ایمان ہین یہ ہین وہ ہین کیونکہ خدا تعالے کے **ولیون** کو نہین مانتے - بزرگان دین کے منکر ہین - کرامت کی تکذیب کرتے ہین اب ان حنفیون کا یہ حال ہے کہ جب خدا تعالی نے اپنا ایک ولی ان کے درمیان بہیجا - تو اہل حدیث سے بڑہ کر ان کی مخالفت مین کمر باندہی اور خود ہی وہابی بن گئے - غرض یہ عجیب زمانہ ہے کہ

موحد مشرک بن گئے ہین
اہلحدیث بدعتی ہو گئے ہین
حنفی وہابی بن گئے ہین -

ایک نشان کے سینکڑون نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ الہام کہ انی مھین من اراد اھانتک مین اسے ذلیل کرون گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے بہت کثرت سے پورا ہو رہا ہے اور ہر جگہ اس نشان کی صداقت کا اظہار ہو رہا ہے - مخدومی میر قاسم علی صاحب نے جو اشتہارات مخالفین سلسلہ احمدیہ دکہائے - ان مین ایک مرزا حیرت کا اشتہار بہی تہا - جس مین حضرت مرحوم مغفور کے واسطے **قید** کا لفظ استعمال کیا گیا تہا - سبحان اللہ! اُس وقت کسی کو کیا معلوم تہا - کہ یہ لفظ اُلٹ کر خود حیرت پر پڑے گا - چنانچہ دہلی مین بیٹھے ہوئے ہم نے یہ قصہ بہی سُنا کہ کس طرح حیرت صاحب کو قید کا حکم ہوا - اور بہ سبب عدالت بند ہونے کے ضمانت نہ ہو سکی - اور بہر حال رات بھر روتے دہوتے قیدخانہ کی کوٹھڑی مین کاٹنی پڑی - کاش کہ اب ہی وہ سمجہین اور گستاخیون کے طریق کو چھوڑ کر ادب کی راہ اختیار کرین - کیونکہ خدا تعالی غفور الرحیم ہے - اس نشان کے پورا ہونے کے حالات مین نے میرٹھ اور مظفر نگر مین بہی سُنے - مگر اس جگہ بہ سبب خوف طوالت سب کا تذکرہ نہین کر سکتا -

خدا کی طاقت سب سے بڑی ہے

حضرت مرزا صاحب کے برخلاف مخالفین نے اس کثرت سے اشتہار اور رسالے اور کتابین اردو چہاپین اور کثرت سے شائع کین کہ اگر یہ سلسلہ صرف انسانی ہوتا تو ایسے سخت اور بے شمار حملون کے مقابلہ مین اس کا زندہ رہنا کسی صورت مین ممکن نہ تہا - مگر خدا تعالی کی طاقت سب سے بڑی ہے - جب خدا تعالی نے پہلے سے فرما دیا تہا - کہ "دنیا مین ایک نذیر آیا - پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا - لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا" سو احکم الحاکمین کے حکم کے مطابق وہ سچائی ظاہر ہو گئی - دشمن روتے پیٹتے چلاتے کفر کے فتوے لگاتے شور مچاتے مر گئے اور خداوند نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور اس کی بنیادون کو اپنے فضل سے مضبوط کر دیا - فالحمد للہ علی ذالک •

علی گڈہ پہونچنا

دہلی سے شام کے ۶ بجے روانہ ہو کر قریباً ۱۰ بجے رات کے ہم علی گڈہ کے اسٹیشن پر پہونچے - جہان سفیر کانفرنس منشی مظفر حسین صاحب کالج کے چند والنٹیرز کے ساتھ مہمانون کے استقبال کے واسطے موجود تھے - بہت خُلق سے ملے اور ایک گاڑی مین بٹھا کر کالج (اس مضمون مین ہر جگہ کالج سے مراد علی گڈہ ایم - اے او کالج ہے اور کانفرنس سے مراد آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ہے) کے مہمان خانہ مین لے گئے - اور ایک والنٹیر میان عبد العزیز صاحب طالب علم جماعت نہم ہمارے ساتھ بیٹھے - گیسٹ ہوس مین ہم ہر سہ کو ایک الگ کمرہ دیا گیا - جسمین ہر قسم کا ضروری سامان مہیا تہا -

پہلے دن کا کام

پہلے دن صبح سویرے ہم نماز سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن شریف مین ہنوز مصروف تھے - جب کہ کانفرنس کے اسسٹنٹ سکرٹری منشی ادریس احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے - ہمارے ہر طرح کے آرام کے متعلق

حالات دریافت کئے اور ہمارے نام اور پتے تحریر کر لئے ان کے بعد صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا جائنٹ سکرٹری کانفرنس اور ایک سادہ و سنجیدہ وضع کے عالم مولوی طفیل احمد صاحب جو آجکل بریلی میں سب رجسٹرار ہیں مہمانوں کی دیکھ بھال کرتے ہوئے ہمارے پاس ہی پہونچے۔ تھوڑی دیر تشریف فرما رہے۔ پھر چائے پی کر ہم اسٹریچی ہال میں پہونچے۔ جہاں دونوں دن جلسوں کا انعقاد ہوا۔ صاحبزادہ صاحب (اس رپورٹ میں صاحبزادہ صاحب سے مراد ہر جگہ صاحبزادہ آفتاب احمد ہوگی) کی تحریک اور پرنسپل صاحب کالج کی تائید سے مولوی عبد القادر صاحب بیرسٹرایٹ لا صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ میرٹھ۔ بریلی۔ اٹاوہ۔ چھرہ۔ امرتسر۔ حیدرآباد سندھ وغیرہ مقامات کے اسلامی مدارس کے ناظمین یا کارکن اس جلسہ میں شامل ہونے کے واسطے تشریف فرما تھے۔ کالج کے اسٹاف اور طلباء کی ایک تعداد بھی کم و بیش سب جلسوں میں موجود رہی۔

پہلی تقریر میرٹھ اسکول کے ایک نوجوان طالب علم علیم الدین نام نے جو کہ ایک خوش الحان قاری ہیں۔ قرآن شریف کی چند آیات پڑھیں اور ایک عربی لغت سنائی۔ پھر سب سے پہلے کالیجیٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک انگریزی مضمون پڑھا۔ جس میں انہوں نے نہائت قابلیت کے ساتھ لنڈن کے مدرسوں کی زندگی کا ایک نمونہ پیش کیا۔ اور دکھایا کہ لنڈن میں بورڈ اسکولوں میں لڑکے کس طرح رہتے ہیں ان کے واسطے کیا کیا عمارتیں ہوتی ہیں۔ گرجا۔ غسل کا حوض۔ ورزش کا کمرہ۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ فٹ بال کے میدان۔ سکول ہال۔ سائنس روم۔ ڈرائنگ روم جغرافیہ روم۔ لائبریری۔ میوزیم وغیرہ بہت سی عمارتیں شمار کیں۔ پھر ان کا دن بھر کا پروگرام سنایا مثلاً کھیلوں میں اُستاد شریک ہوتے ہیں جہاں بچوں کے دوست ہوتے ہیں مگر بے تکلف نہیں بنتے اور اس بات پر زور دیا کہ صرف ضابطہ کچھ شے نہیں۔ استادوں کو چاہیئے کہ اپنا نمونہ بچوں کو دکھائیں اور نتائج کو تعلیمی فیل پاس کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ کس قدر صداقت۔ دیانتداری۔ راستبازی و دیگر شریفانہ اخلاق کے لڑکے طیار ہوئے ہیں۔

ضرورت مسجد ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی اس تقریر میں مفید معلومات بہم پہونچائے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ ان کی تقریر میں جو امر سب سے زیادہ قابل غور مجھے معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ انہوں نے لنڈن کے مدارس میں سب سے پہلے عمارتوں کو شمار کیا اور عمارتوں میں سب سے اول گرجا کا نام لیا۔ لڑکوں کے روزانہ پروگرام میں سب سے پہلے گرجا کی حاضری کا ذکر کیا عیسائی دنیا میں عبادت کے اوقات بہت ہی کم ہیں۔ مگر انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مسلمانوں نے اس ضرورت کو تا حال پورے طور سے محسوس نہیں کیا کہ اسلامی طلباء کے کیرکٹر کی تکمیل کے واسطے مسجد کی عمارت سب سے اول ضروری ہے۔ ایم۔ اے او کالج کے وسیع احاطہ میں ایک شاندار مسجد دیکھ کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ جس کے ایک حصہ پر ہنوز عمارت کا کام شروع ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ہاں مدرسہ و بورڈنگ تعلیم الاسلام قادیان کی وسیع زمین پر سب سے اول جس عمارت کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی ہے وہ مسجد ہی ہے اور قادیان کی مساجد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے نمازی ہی شامل جماعت ہوتے ہیں۔ جن کے دل آستانۂ علیہ پر رقت و خشوع کے ساتھ پگھلے چلے جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ خدا کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم خدا انہیں دیکھ رہا ہے۔ مسجد اسلامی زندگی کا ایک نہائت ہی ضروری جزو ہے۔ حضرت اقدس مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ ہر جگہ اپنی مساجد بنانے کی کوشش کریں جہاں خدا کی عبادت کا گھر بنایا جاتا ہے وہاں برکات الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور سلسلہ حقہ کی بنیاد مستحکم ہو جاتی ہے۔ قدیم اسلامی شاندار عمارتوں کے جسقدر آثار دنیا میں موجود ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی بادشاہ مسجد کی ضرورت کو کیسا محسوس کرتے تھے۔

۳۰۔ اپریل کی کارروائی

اتحاد کا رزولیوشن اس کے بعد ٹیچرز کانفرنس کے رزولیوشن پیش ہونے شروع ہوئے سب سے پہلا رزولیوشن یہ تھا کہ ہندوستان کے مختلف اسلامی مدارس میں اتحاد کس طرح قائم ہو۔ اس پر مختلف صاحبان نے اپنے اپنے مشورے دینے شروع کئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامیہ سکولوں کی فہرست بنائی جاوے ان کی رپورٹیں منگوائی جاویں۔ ایک انسپکٹر مقرر کیا جاوے ایک نصاب دینی مقرر کیا جاوے۔ امتحانوں کی نگرانی ہو۔ تعطیلیں ایک طرز پر ہوا کریں۔ سب سالانہ جلسہ میں شامل ہوا کریں۔ سفیر کانفرنس پھرا کریں۔ ایک میگزین ہو۔ مولوی صدر دین صاحب نے اس کے متعلق اپنی تقریر میں دو تجویزیں پیش کیں ایک یہ ہے کہ تمام اسلامی مدارس کو اپنا ایک ہی مقصد مقرر کرنا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ دوسرا یہ کہ تمام صوبہائے ہند میں اس کام کے واسطے پراونشل کمیٹیاں بنائی جاویں۔ ان تجاویز میں سے بعض کو سردست ناممکن الحصول بیان کیا گیا۔ جیسا کہ انسپکٹر کا تقرر یا نصاب کا بنانا اور یہی فیصلہ ہوا کہ حتے الوسع ان مشوروں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی جاوے۔

تعلیم کیسی ہو اس کے بعد دوسرا رزولیوشن یہ تھا کہ سرکاری مدارس کی موجودہ سادہ تعلیم کافی ہے اس امر پر اصرار کیا جاوے کہ تعلیم اگرچہ کم لوگوں کو دی جاوے۔ مگر نوعیت کے اعتبار سے عمدہ ہو اور اس کے ساتھ تربیت کا انتظام ہو۔ اس پر بہت سی تقریریں ہوئیں۔ بعض صاحبان نے نہائت پرجوش اور پُر درد الفاظ میں اسلامی طلباء کی اس قابل رحم حالت کو بیان کیا کہ جو سرکاری مدارس میں آریہ ہیڈ ماسٹروں اور ٹیچروں کے ماتحت ہو رہی ہے اور اپنے اسلامی مدارس کی ضرورت کو بیان کیا بعض دوستوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ سرکاری مدارس کے اعلےٰ انتظام اور عمدہ اسٹاف کو ہم کیوں چھوڑیں۔ ضرور ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ عاجز راقم نے بھی اس کے متعلق ایک تقریر کی اور آیت قرآنی متعلق معلم اول حضرت خاتم النبیین یعلمھم و یزکیھم کو پیش کر کے بیان کیا کہ تعلیم اور تزکیہ ہر دو کی ضرورت ہے اور ہمیں ایسے مدارس بنانے ضروری ہیں۔ جن میں تعلیم کے ساتھ تربیت ضرور ہو لیکن جہاں کہیں ایسے مدارس سردست نہیں بن سکتے۔ وہاں سرکاری مدارس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور ہم کو ہر دو کی ضرورت ہے۔ سرکاری مدارس کی بھی اور اپنے مدارس کی۔ چنانچہ اسی کے مطابق رزولیوشن پاس ہوا۔

فنڈ تیسرا رزولیوشن اس امر کے متعلق تھا کہ مقامی مدارس کے واسطے فنڈ کس طرح مہیا ہوں اس پر مختصر سی تقریریں ہوئیں اور پریزیڈنٹ جلسہ مسٹر عبد القادر صاحب نے آخری ریمارکس میں خوب فرمایا کہ اس رزولیوشن میں زر سے طلبی سخن درین است والا معاملہ تھا اس واسطے تقریریں بھی مختصر ہوئیں۔ اور جلدی ختم ہو گئیں۔ مختلف صاحبان نے مفصلہ ذیل تجویزیں فنڈ جمع کرنے کی بیان فرمائیں۔ مد زکوٰۃ۔ مد صدقات۔ صدقہ فطر۔ شادی کے وقت وصولی۔ آٹا فنڈ۔ کھال قربانی۔ طبقہ صوفیاء سے امداد۔ طبقہ علماء سے امداد۔ صاحبان اوقاف سے حصہ۔ ایک ایجنٹ مقرر کرنا جن کو وصولی چندہ پر کمیشن دیا جاوے۔ محلہ کے چودھریوں کو ساتھ ملانا۔ ایک صاحب رشید الدین نام نے یہ تجویز پیش کی کہ قوم کے نوجوان اپنی زندگیاں اسلامی اسکولوں میں وقف کر دیں۔ یہ تجویز فی الواقعہ بہت عمدہ ہے اور اس کے نمونے تا حال بہت کم ہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں قریباً سارے مدرس ایسے ہیں جنہوں نے دنیوی زندگی کے بڑے بڑے مفاد کو ترک کر کے اس مدرسہ سے تھوڑی سی امداد کو دین کی خاطر قبول کیا ہے۔ جیسا کہ مولوی صدرالدین صاحب۔ صوفی غلام محمد۔ ماسٹر محمد دین صاحب۔ قاضی امیر حسین صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب۔ قاضی عبداللہ صاحب۔ اکبر شاہ خان صاحب۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ ماسٹر ضیاء اللہ صاحب۔ ماسٹر عبدالرحیم وغیرہ

آخری دو رزولیوشن

چوتھا رزولیوشن وعظ کے جلسوں کے متعلق اور پانچواں ہر جگہ دارالاخبار کے قائم کرنے کے متعلق تھا ہر دو امور کو مفید سمجھا گیا اور یہ بھی قرار پایا کہ مختلف مقامات پر سالانہ جلسوں کے وقت واعظین اور لیکچراروں کے بہم پہنچانے میں یہ کانفرنس امداد کیا کرے۔

سبق ریاضی

اس کام کے ختم ہونے پر کالج کے پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے ارتھمیٹک الجبرا اور جومٹری کے طریقہ تعلیم پر ایک مفید علم آموز لکچر دیا اور بیان فرمایا کہ کس طرح چھوٹے بچوں کے واسطے یہ علوم نہایت آسان ہو سکتے ہیں۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ابتدا میں یہ علوم فلسفہ کے رنگ میں سکھلانے نہیں چاہئیں۔ جیسا کہ یوکلڈ نے کیا بلکہ عملی رنگ میں اس کی تعلیم ہونی چاہیئے جو عام فہم ہو۔

صبر کے کیا معنے ہیں

ڈاکٹر صاحب موصوف کے لیکچر سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ علم ریاضی کے کتنے بڑے ماہر ہیں اور اس علم میں ان کو کس قدر دلچسپی ہے وہ اپنے فن کے سپلشٹ ہیں اور کسی علم کے حصول کا لطف بھی تب ہی آتا ہے کہ انسان مقدور بھر اس میں کمال حاصل کرے۔ ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی

مگر ڈاکٹر صاحب نے سائنس اور ریاضی میں جو ترقی دیگر اقوام کر رہی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ قومیں سرعت سے ترقی کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اس میں حصہ لیں۔ صبر سے کچھ نہیں بنتا۔ کچھ کرنا چاہیئے ان الفاظ میں ڈاکٹر صاحب نے لفظ صبر کا بہت غلط استعمال کیا ہے اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ ان اللہ مع الصابرین۔ اللہ تعالیٰ ضرور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے پس جس کے ساتھ خدا ہے کیا وہ کسی سے پیچھے رہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ میرا منشاء یہ نہیں کہ میں ڈاکٹر صاحب کی نیت پر حملہ کروں۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے صبر کے اس جگہ وہ معنے کئے ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان کے گرے ہوئے اخلاق نے بعض پاک اور اعلےٰ الفاظ میں پیدا کر دئے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً لفظ مکر کے معنے تدبیر کے ہیں۔ لیکن آج کل اُردو زبان میں اس لفظ سے مراد فریب بازی لیا جاتا ہے۔ اور اس طرح مخالفین اسلام کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا کمال ریاضی میں ہے اور انہیں قرآنی الفاظ کے فہم صحیح کا دعوےٰ نہیں وہ میری اس بات کو بُرا نہ مانیں گے۔ کہ میں از روئے محبت انہیں لفظ صبر کے صحیح معنوں سے مطلع کروں۔ دراصل مسلمانوں پر جو ادبار چھا رہا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے صبر کیا بلکہ اس وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے صبر کو اختیار نہیں کیا۔ صبر کے معنے ہیں نیک اور مفید کام پر استقلال کے ساتھ مستحکم رہنا اور کسی تکلیف یا دُکھ کے سبب سے اسے ترک نہ کر دینا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ خدا سے مدد چاہو۔ وہاں صلوٰۃ سے مراد مفسرین نے دُعا اور نماز لی ہے۔ اور صبر سے مراد روزہ رکھا ہے۔ کیونکہ روزے میں انسان خدا تعالیٰ کو راضی رکھنے کی خاطر بھوک اور پیاس اور دیگر خواہشات پر اپنا قابو رکھتا ہے اور ان سے مغلوب نہیں ہوتا۔ پس صبر کے یہ معنے ہیں کہ استقلال اور ہمت کے ساتھ ایک آدمی نیک کاموں کے کرنے میں آگے قدم بڑھاتا چلا جاوے نہ کسی کی ملامت کا خوف اُسے ہو بلکہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ ہو بڑھتا ہوا چلا جاوے اور مفید کاموں میں سبقت لیجاوے۔ کوئی ابتلاء اُسے نہ گرا سکے کوئی مخالف کا حملہ اُسے پیچھے ہٹا نہ سکے کسی زور آور کا زور اُسے اپنے کام سے روک نہ سکے یہ ہے صبر۔ اس کی زیادہ وضاحت کیواسطے میں یہ مثال پیش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب جو اعلےٰ درجہ کے ریاضی دان بن گئے اور ولائت سے ڈگری حاصل کی اور ڈاکٹری کا خطاب پایا یہ سب کچھ علم ریاضی کے حصول میں صبر کا نتیجہ ہے اور علم ریاضی کا ڈاکٹر کہنے کی بجائے یہ درست ہوگا کہ انہیں علم ریاضی کا صابر کہا جاوے۔ غرض صبر ایک اعلےٰ درجہ کی صفت ہے جس کا شائستہ آدمیوں میں ہونا ضروری ہے۔ جس میں صبر نہیں وہ پست ہمت اور بزدل ہے اور جس میں صبر ہے خدا بھی اس کے ساتھ ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔ یہ جو انگریزی مثل ہے

God helps those who help themselve

خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں اس مثل کا اصل صحیح الفاظ میں قرآن شریف کے ان الفاظ میں ہے۔ کہ ان اللہ مع الصابرین

رپورٹ مدرسہ تعلیم الاسلام

اس لیکچر کے بعد مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے اپنے مدرسہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس پر سب نے ہمیں مبارکباد دی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے اس مدرسہ کی بنا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب نے رکھی۔ ایک شخص کسی چیز کا نام رکھتے وقت اپنے اصلی خیالات اور سچے جذبات کا اظہار بے بسی سے کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود جن کی بعثت کی اصل غرض اس فطری اور پاک مذہب کی نئے سرے سے چہرہ نمائی تھی اور جو دل و جان سے چاہتے تھے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کا مذہب دنیا میں پھیلے اس مدرسہ کا نام تعلیم الاسلام رکھا یہ مدرسہ شروع میں پرائمری تھا۔ تین سال میں ہائی ہو گیا ہے۔ پہلے صرف چندہ سے چلتا تھا اب دو تین سال سے گورنمنٹ کی ایڈ ملتی ہے باقی مصارف صدر انجمن احمدیہ مہیا کرتی ہے۔ استاد اکثر ٹرینڈ ہیں۔ ہیڈ ماسٹر بی۔ اے بی ٹی ہے۔ اسٹاف میں علی گڈھ کے دو گریجوایٹ ہیں۔ اس دفعہ ۱۲ لڑکے امتحان انٹرنس میں پاس ہوئے۔ جہاں پنجاب کا کل نتیجہ ۳۳ فیصدی ہے اس واسطے ہمارا نتیجہ تسلی بخش ہے۔ اس سال کے اسلامی مدارس میں بلحاظ نتائج یونیورسٹی ہمارا مدرسہ دوسرا رہا ہے۔ اول مدرسہ اسلامیہ امرتسر ہے اور ان کی کامیابی کے واسطے میں انہیں مبارکباد کہتا ہوں۔ دینیات اور عربی کی تعلیم ہمارے مدرسہ میں ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ طلبا تیسری جماعت تک قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ پنجم ہائی تک ترجمہ قرآن شریف اور اس کے ساتھ حدیث ختم کرائی جاتی ہے۔ مدرسہ کے ساتھ بورڈنگ ہے۔ جس کا ہونا نہایت ضروری ہے ہمارے بورڈنگ کو ایک ایسا گاؤں عطا ہوا ہے۔ جہاں کوئی بد منظر نہیں کوئی گندی سوسائٹی نہیں۔ اسلامی خیالات کے برباد کرنے والا کوئی اثر نہیں۔ بلکہ بڑے امن اور آرام کے ساتھ بچے اسلامی خیالات اسلامی عادات میں رنگین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ بورڈنگ کے پانچ سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ جو بچوں کی کھیل کود۔ سیر۔ نماز۔ تلاوت قرآن شریف میں باقاعدہ شریک ہوتے ہیں۔ اور اپنے نیک نمونہ سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ بورڈنگ کے ساتھ ایک ڈسپنسری ہے۔ مدرسہ و بورڈنگ کے واسطے گاؤں سے باہر ۵۰ گھماؤں زمین خریدی گئی ہے۔ جہاں مسجد طیار ہو گئی ہے۔ باقی عمارت عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ اس موقعہ پر میں گورنمنٹ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا

نہ دری سمجھتا ہوں۔ کہ اونھوں نے پچیس ہزار روپیہ اس اسکول کو دینے کا وعدہ کیا ہے جسمین سے دس ہزار روپیہ دیدیا ہے۔

اور آخر مین ایک ایسے امر کا ذکر کیا جاتا ہے جو نہایت ہی اعلےٰ ہے اور جو ہمارے سکول کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا و بالفضل اولٰنا حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کا وجود باجود ہے وہ صرف اس لئے نہین کہ وہ ایک نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے طبیب ہین بلکہ اس لئے کہ وہ حسب عادت عصر کی نماز کے بعد قرآن شریف کا درس فرماتے ہین۔ جسمین مولانا صاحب لڑکون کی اخلاقی اصلاح کو بالخصوصیت مد نظر رکھتے ہین۔ اور اس درس سے نہ صرف طلبار کو قرآن شریف کے پڑہنے اور اس کے سیکھنے کا ہی شوق بڑہتا ہے بلکہ انکو یقین تام ہو جاتا ہے کہ یہ یقیناً خدا کا کلام ہے۔ اور کہ یہ ایک ہی بے نظیر کامل کتاب ہے۔ اور چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کو تمام دیگر ادیان کی بھی پوری واقفیت ہے اور وہ بغیر تحقیق کسی مذہب یا فرقے کو برا کہنا یا باطل سمجھنا نہایت سخت گناہ سمجھتے ہین طلبار کو ان کی ان پاک تحقیقات سے بقدر استطاعت مستفید ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ کیونکہ آپ اپنے درس مین اسلام کی خوبیان بمقابلہ دیگر ادیان کے بھی بیان کرتے رہتے ہین اور اکثر ایسا کرتے ہین اس طرح سے یہ نوجوان دوسرے مذاہب سے بھی کچھ واقف ہو جاتے اور دوسرون کے اعتراضات کا بھی ان کو پتہ لگ جاتا ہے اور اس طرح سے خدا کے فضل اور توفیق سے وہ ایک مضبوطی اور یقین کے ساتھ اسلام کو سچا مذہب مان کر اس پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

اس تقریر پر پہلے دن کا کام ختم ہوا۔

پینی ریڈنگ

اس دن رات کے وقت بریلی کے مدرسہ اسلامیہ کے طلبار نے اپنی یاد کی ہوئی نظمین عبارتین اور مکالمے سنائے۔ چھوٹے چھوٹے بچون نے نہایت ستعدی کے ساتھ اور بغیر کسی جھجک کے بڑی عمدگی سے ریسی ٹیشن کئے جو حاضرین کیواسطے نہایت دلچسپی کا موجب ہوئے۔ دوسرے اسلامی مدارس کو بھی ضرور اس کی تقلید کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے لڑکون کو بڑے مجمعون مین بولنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کا تلفظ درست ہو جاتا ہے اس قابل تعریف کام کے واسطے شکریہ کے مستحق مولوی قمر الدین صاحب بی۔ اے وکیل ظاہر کئے گئے ہین جن کی محنت کا یہ سب نتیجہ تہا۔ اللہ تعالےٰ انھین جزائے خیر دے لڑکون کی نظمون وغیرہ سننے کے بعد انھین کانفرنس کی طرف سے کتابین انعام دی گئین۔

یکم مئی کی کارروائی

یونیورسٹی کے متعلق تقریرین

دوسرے دن طلبائے کالج نے اس مضمون پر تقریرین کین کہ مسلمانون کو اپنی یونیورسٹی کی کہان تک ضرورت ہے۔ یہ تقریرین سب اردو مین تھین سوائے ایک کے جو انگریزی مین ہوئی چونکہ ان تقریرون مین سے عمدہ کے واسطے تین انعام درجہ بدرجہ مقرر تھے اس واسطے ان کے موازنہ کے لئے پانچ جج مقرر ہوئے۔ جنمین سے ایک مولوی صدر دین صاحب بی۔ اے بی ٹی تھے۔ ان تقریرون مین طلبار نے ایک اسلامی یونیورسٹی کی ضرورت کے واسطے بہت دلائل بیان کئے اور سب تقریرین محققانہ اور دلچسپ تھین۔ لیکن سب سے بڑھ کر ایک نوجوان ایس احمد نام کی تقریر تھی۔ جو کہ کالج کی بی۔ اے کلاس کے طالب علم ہین۔ اس نوجوان کی تقریر کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت کیا بلحاظ ترتیب اور نظم مضمون۔ کیا بلحاظ دلائل بینہ کے ہر رنگ مین قابل تعریف تھی۔ سب سے بڑھ کر قابل ذکر یہ بات ہے کہ صرف یہی ایک صاحب ہین جنھون نے اس بات پر بھی پر جوش الفاظ مین زور دیا کہ مسلمانون مین روحانی اور دینی حالت کی اصلاح کی بہت ضرورۃ ہے۔ ہمین اس بات کے معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی کہ یہ نوجوان کانفرنس کے قابل خلیق اسسٹنٹ سکرٹری مولوی ادریس احمد صاحب کے فرزند ارجمند ہین۔ ہم دعا کرتے ہین۔ کہ اللہ تعالےٰ اس نوجوان کو اور کالج کے دیگر نوجوانون کو اپنی رضامندیون کی راہ پر چلائے اور انھین حسن اخلاق۔ دیانت اور امانت اور لیاقت مین دوسرون کے لئے نمونہ بنا دے ججون نے بھی سب سے اول انعام کا مستحق اسی نوجوان کو قرار دیا۔

صاحب پریزیڈنٹ کا شکریہ

انعامات کے اعلان کے بعد چونکہ جلسہ ختم ہوگیا اس واسطے پریزیڈنٹ صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا اور جس خوبی متانت اور عمدگی اور قابلیت کے ساتھ اونہون نے ہر ایک تقریر پر تمہیدی اور تنقیدی نگاہ ڈالی وہ بے شک انہین کا کام تہا۔ اور اس جلسہ کے قیام کے واسطے وہ شکریہ کے لائق ہین لیکن جیساکہ اونہون نے مقررین پر تنقید بھی کی ایسا ہی امید ہے کہ انہین ناگوار نہ ہوگا اگر ہم بھی ان کی کارروائی پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہوئے ایک ایسے امر کی طرف انہین متوجہ کرین۔ جو اس سارے جلسہ مین ان سے ہماری توقع کے برخلاف واقع ہوا۔ مولوی صدر دین صاحب نے رپورٹ مدرسہ تعلیم الاسلام مین شروع مین دو جگہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے نام کے ساتھ مسیح موعود کا لفظ استعمال کیا تہا۔ پہلے موقعہ پر تو نہین مگر دوسرے موقعہ پر صاحب پریزیڈنٹ چونکے اور اونھون نے کھڑے ہوکر مولوی صدر دین صاحب کو کہا کہ چونکہ بعض لوگ مرحوم مرزا صاحب کو مسیح موعود نہین مانتے اور ممکن ہے کہ یہ لفظ ان کے واسطے رنجیدہ ہو اس واسطے آپ اور القاب سے ان کو یاد کرین اور یہ لفظ نہ بولین۔ پریزیڈنٹ صاحب کے اس فرمانے کی مولوی صدر دین نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ انہون نے اپنی بقیہ تقریر مین دوبارہ مسیح موعود والے فقرے کو دُہرایا۔ اور آخر مین ایک جگہ پھر بھی یہ لفظ ان کی تحریر مین تہا اور انہون نے اسی طرح پڑہا۔ اور سب نے خاموشی سے سُنا اور سامعین مین سے کوئی معترض نہین ہوا۔ اور یہی ایک واقعہ ایسا ہوا جسمین پریزیڈنٹ صاحب کی وسعت خیال اور عالی حوصلگی کے برخلاف شکایت کا موقعہ ہمین ملا۔ اس واسطے ہم ادب کے ساتھ اس معاملہ مین عرض کرنا چاہتے ہین کہ پریزیڈنٹ صاحب کا یہ فرمان کسی صورت مین جائز نہ تہا۔ اگر یہ بات صحیح ہو کہ کسی جلسہ مین کوئی شخص اپنے عقائد کے مخالف حاضرین کی خاطر اپنے کسی مانے ہوئے بزرگ کے نام کے ساتھ اُس کے اُس خطاب کو یاد نہ کرے جو اس کے ایمان مین خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بزرگ کو مل چکا ہے تو پھر کوئی ایک اسلامی فرقہ کسی دوسرے اسلامی فرقہ کے ساتھ ایک جلسہ مین شامل نہین ہو سکتا۔ جہان ممکن ہو کہ کسی بزرگ قوم کا نام کسی وجہ سے درمیان مین آجاوے اس قاعدہ کے مطابق لازم ہوگا کہ ایک سُنی اپنی تقریر مین حضرت عمرؓ کے نام کے ساتھ خلیفہ یا امیر المومنین بلکہ حضرت کا لفظ بھی نہ بولے بلکہ روکھا نام عمر کا لے دے۔ رضی اللہ عنہ بھی نہ کہے کیونکہ شیعہ صاحبان کے نزدیک تو حضرت عمر نہ صرف خلافت کے غیر مستحق تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ اس قابل تھے۔ کہ آج تک ان کے حق مین سب کرنا کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی خارجی نجدہ ازارقہ اور صفریہ فرقہ کا کسی مجلس شیعہ مین موجود تو اس قاعدہ کے مطابق حضرت علی کے نام کے ساتھ نہ تو جناب امیر کہا جائے

نہ رضی اللہ عنہ کہا جاوے کیونکہ ایسے الفاظ ان کے عقائد کے موافق ہیں۔ ایسا ہی جس مجلس میں کوئی عیسائی موجود ہو۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صرف محمدؐ ہی لینا چاہیئے کیونکہ عیسائی صاحبان تو ان کو نہ نبی مانتے ہیں اور نہ ان کا حضرت ہونا تسلیم کرتے ہیں غرض اس طرح تو سارے اتحاد کا خون ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے معاملات میں بہت فراخدلی سے کام لیں۔ ہاں اس معاملہ میں ہدایت نامہ آلہی نے جو تعلیم دی ہے وہی تمدن انسانی کے واسطے سب سے اعلےٰ ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم کسی قوم کے بزرگ کو بُرا نہ کہیں۔ پس جب کہ غیر قوم کے بزرگوں کے نام لیں گے۔ تو ان کو اچھے لفظوں میں یاد کریں۔ تو ضرور ہر ایک شخص کا یہ حق ہے کہ اپنے بزرگ کی عزت میں اس کے نام کے ساتھ وہ الفاظ استعمال کرے جو اس کے معتقدات کے مطابق ہوں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ ہر ایک سننے والا ان ہمارے معتقدات کا قائل ہو گیا ہے۔ بلکہ وہ ہمارا عقیدہ ہے اور ہم اس کو چھوڑ نہیں سکتے۔ آنحضرت کے نام کے ساتھ ہم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعائیہ کلمات بولیں گے۔ اور آپ کو نبی اور رسول کے لفظ سے یاد کریں گے خواہ ہم عیسائیوں کی مجلس میں ہوں یا دہریوں کے جلسہ میں۔ ایسا ہی عیسائیوں کا حق ہے۔ کہ وہ اپنی تقریر میں حضرت عیسےٰ خداوند مسیح کہیں اور وہ کہتے ہیں اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہم نے بھی حضرت عیسےٰ کو خدا مان لیا ہے۔ الغرض میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے دوست اس میں آیندہ احتیاط رکھیں گے۔

ہمیں قبل ازیں کبھی علی گڈہ جانے کا موقعہ نہیں ہوا۔ لیکن جہاں تک ہم نے سنا اور اب دیکھا ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ پارٹی تمام اسلامی فرقوں سے بڑھ کر وسیع الخیال ہے اور اس سے ہمیں بہت ہی وسعت حوصلہ کی اُمید ہے۔ جب کہ علی گڈہ میں عوام کی نسبت ہماری یہ رائے ہے۔ تو خواص اور بالخصوص پریزیڈنٹ سے ہمیں کیا کچھ امید کرنی چاہیئے۔ سر آغا خان صاحب بہادر بالقابہ کی جو تعظیم واکرام علی گڈہ میں ہوا اس سے ہمیں اور بھی اس وسعت حوصلہ کی امید تہی۔ مگر یہ ضرور نہیں کہ ان کے سارے خیالات اور ساری امیدیں اسی رنگ میں پوری ہوں۔ جس طرح وہ چاہے۔ بہر حال ہمیں امید ہے کہ آیندہ ہمارے معزز دوست ایسے معاملات میں مزید احتیاط سے کام لیں گے۔

مولوی نور احمد صاحب کا لکچر

اس دن تیسرے پہر مولوی نور احمدؐ صاحب کا لکچر ہوا کیونکہ پہلے دن وہ تشریف نہ لائے تھے۔ مولوی صاحب نے نہایت جوش کے ساتھ آریوں کے اس شر کا ذکر کیا جو کہ مسلمانوں کے خلاف پھیل رہا ہے۔ اور اہل اسلام کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ فروعی اختلاف کے سبب ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جاویں اور مشترک کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں اور اسلامی قوت کو جمع کرکے غیر قوموں کو رد کریں۔ مولوی صاحب نے اس بات پر بھی زور دیا ہے۔ کہ والدین اور اساتذہ کو چاہیئے۔ کہ بچوں کو اخلاق رذیلہ سے بچانے کے واسطے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ صفائی کے ساتھ آجکل کی بداخلاقیوں کا ذکر کرکے ان سے بچنے کے لئے انھیں سمجھا دیا جاوے۔ فے الحقیقت یہ بہت ضروری ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اپنے وعظوں میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں۔

آریہ صاحبان کیوں ناراض ہوتے ہیں

مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں اس امر کا ذکر بھی کیا تھا کہ مسلمان بادشاہوں نے جو بت توڑے تھے اور بعض ناک کٹے پتھر اب تک بعض اسلامی عمارتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ یاران وطن کو ہمارے برخلاف جوش دیتے رہتے ہیں۔ مجھے اس بات کے سننے سے ہمیشہ تعجب ہوا کرتا ہے کہ اگر بالفرض بعض اسلامی بادشاہوں نے ہندوستان میں بت شکنی کی بھی ہو تو یہ امر آریہ مہاشوں کے واسطے ناراضگی کا موجب کیوں ہوتا ہے۔ آخر انہوں نے بھی تو کئی سو سال کے تجربے کے بعد اس معاملہ میں انھیں اسلامیوں کی پیروی کرکے بتوں کو ترک کر دیا ہے۔ امید ہے کہ کوئی آریہ اخبار اس کا سنجیدگی سے جواب دیگا۔

میوزی ام

اس کے بعد ہم نے کالج کا میوزی ام دیکھا جس میں طلبار کو عملی تعلیم دینے کے واسطے ہر طرح کا سامان جمع تہا۔ مثلاً ریل انجن وغیرہ ہر شے کے ماڈل موجود تھے اور لڑکے ان پر کام کرتے رہتے تھے اور وہ کام کو خوب سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب اس میوزی ام کے ناظم تھے۔ یہ حصہ مکان سکول کو طلبار کے واسطے بہت ہی مفید اور علم بخش ہے اور دوسرے مدرسوں کو بھی چاہیئے کہ ایسے میوزی ام بنائیں۔

لکچر مولوی صدرالدین صاحب

کالج کے طلبار کی یونین کلب کے وائس پریزیڈنٹ صاحب نے درخواست کی کہ اسی شام کو مولوی صدرالدین صاحب طلبار کی یونین کلب میں ایک لکچر دیں۔ جو بالخصوص دین اسلام پر ہو۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے وقت مقررہ پر یونین کلب کے ہال میں قرآن شریف کی چند آیات پڑھ کر ایک نہایت مؤثر پیرایہ میں ترتیب و نظم قرآنی آیات کا ایک نمونہ پیش کیا اور قرآن اور حدیث کے مضامین کو سائنس و فلسفہ کے مطابق کرکے دکھلایا۔ جس کا طلبار پر بہت اثر ہوا۔ اسکے بعد لکچر وائس پریزیڈنٹ صاحب لکچرار کا شکریہ کرتے ہوئے طلبار کو توجہ دلائی کہ وہ اس طرز کا نمونہ اختیار کریں کہ زمانہ جدید کے علوم و فلسفہ کے ساتھ ایک مسلمان دینی علوم میں بھی خوب دسترس رکھتا ہو۔

ہم نے علی گڈہ میں کیا دیکھا

مکانات

ہم علی گڈہ میں صرف دو روز رہے اور دونوں دن کانفرنس کے پروگرام کے مطابق شامل ہوتے رہے اسواسطے چند ان اِدہر اُدہر پھر کر اور چیزوں کے دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ کالج خود بند ہی تہا۔ تاہم ناظرین کے فائدے کے واسطے اتنا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ علی گڈہ کالج ایک نہایت وسیع قطعہ زمین پر واقع ہے جس میں بہت سی شاندار عمارتیں بنی ہوئی ہیں اور بن رہی ہیں اور مختلف مربیان کالج کے نام پر وہ عمارتیں نامزد ہیں۔ جیسا کہ اسٹریچی ہال۔ بیک منزل وغیرہ ایک وسیع بورڈنگ ہوس ہے بورڈنگ ہوس کے متعلق میں اتنا ریمارک کرنا چاہتا ہوں کہ بورڈرز کو تمام فرنیچر اپنا مہیا کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ سب بورڈرز باہر سے آتے ہیں اس واسطے ہر ایک قسم کا فرنیچر خرید کرنا اور وقت رخصت پھر اس کو فروخت کرنا طلبار کے واسطے بڑی مشکل ہے اس میں بے فائدہ خرچ بھی بہت ہو جاتا ہوگا۔ طلبار کو بورڈنگ کی طرف سے چارپائی میز کرسی اور ایک صندوق ضرور مہیا کیا جانا چاہیئے۔ مدرسہ و بورڈنگ کے اردگرد کھلے میدان ہیں۔ خوشنما باغ ہیں۔ فراخ سڑکیں ہیں۔ کشادہ اور شاندار مسجد ہے۔ انگلش ہوس ہے۔ جہاں ایک یوروپین لیڈی کی زیر نگرانی چند طلبار انگریزی طرز رہائش کے موافق زندگی بسر کرتے ہیں۔ انگلش ہوس میں ایک کمرہ مسجد کے واسطے خاص ہے۔ ایسا ہی سکول کے

چھوٹے بچوں کا بورڈنگ ہوس الگ ہے ان کے واسطے ہی نماز کا کمرہ الگ ہے۔ یونین کلب ہے، گسٹ ہوس ہے جہاں مہمان ٹھہرتے ہیں۔ ایک لائبریری ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی عمارتیں ہیں۔ مگر ہم سب کو دیکھ نہیں سکے۔ مسجد کے ساتھ ایک کمرہ میں ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر کا مقبرہ ہے۔ جس پر لکھا ہے - اسمہٗ احمد - اور اس پر یہ شعر کندہ ہے۔ ؎

تاب یک جلوہ نیاورد نہ موسےٰ ورنہ طور

ایں دلم ہست کہ زیں گونہ ہزاران دیداست

مجھے اس نام اور شعر پر کسی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ میں اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جناب سید صاحب کوئی ملہم و مامور من اللہ نہ تھے۔ اور انھوں نے امت محمدیہ کے افراد کی جو عزت و منزلت ہے اس سے غالباً تفاول لیتے ہوئے یہ الفاظ اپنے واسطے استعمال کئے ہیں اور قوم نے ان کو سنا اور برداشت کیا ہے تو وہ شخص جو مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے کیوں اُمّت کے افراد اس سختی سے اس کے پیچھے پڑتے ہیں ✦

ملاقات مکانات کے ذکر کو اتنا ہی کافی سمجھ کر اب میں ان بزرگان کا مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جن کی ملاقات سے ہم خوش وقت ہوئے۔

(۱) سب سے اول قابل ذکر کالج کے موجودہ سکرٹری اور روح رواں جناب نواب وقار الملک صاحب بہادر بالقابہ ہیں۔ جو ان ایام میں کہیں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور بہ سبب علالت طبع شریک کانفرنس نہ ہو سکے تھے لیکن کانفرنس کے ساتھ ہمدردی اور اس کے واسطے کامیابی کی دُعا کا تار ان کی طرف سے عین اجلاس میں پہونچا۔ اور حاضرین کو سنایا گیا تھا لیکن پیر کی صبح کو جب کہ ہم ریل پر جانے کو تیار تھے۔ تو ہمیں معلوم ہوا کہ نواب صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ اسواسطے ریل پر جاتے ہوئے ہم راستہ میں ان کی کوٹھی کی طرف سے ہوتے ہوئے گئے اور ان کی ملاقات سے خوشوقت ہوئے۔ جب ہم آپ کی کوٹھی پر پہونچے۔ تو ہم نے کیا دیکھا۔ کہ ایک سادہ وضع۔ متشرع صورت۔ دیسی شریفانہ لباس پہنے ہوئے ایک پیر مرد باکشادہ پیشانی برآمدہ کی سیڑھیوں پر سے اُتر کر ہمارے ساتھ بغل گیر ہونے کے واسطے آگے بڑھ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں۔ جو کالج کے احاطہ میں نواب صاحب قبلہ کے نام سے مشہور ہیں۔ بعد معانقہ و مصافحہ ہمیں کرسیوں پر بٹھایا۔ حال احوال دریافت کیا آپکے ہر ایک فقرہ سے خاکساری اور انکساری ترشح ہو رہی تھی۔ اور اپنے عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے سہارے پر اپنے تمام کار و بار کی بنا رکھا اظہار فرماتے تھے ہماری جماعت احمدیہ کے جو چند طلباء کالج میں داخل ہیں ان پر جو مہربانی کی نظر آپ رکھتے ہیں۔ اس پر عاجز نے اظہار شکریہ کیا۔ جس پر انھوں نے ان طلباء کی بعض تکلیف کے رفع کر دینے کی جو عملی کارروائی کی تھی اس کا ذکر فرمایا۔ چونکہ ریل کا وقت قریب تھا اس واسطے ہمیں چند منٹ میں اس خوش کن ملاقات کو ختم کرنا پڑا۔ اور ہم نے نواب صاحب سے اجازت چاہی جس پر صاحب موصوف نے بھی چند قدم مشایعت سے ہماری عزت افزائی فرمائی صاحب موصوف کے چہرہ سے کالج کی سچی ہمدردی اور اسلامی بچوں کی دلی خیر خواہی اور اس کام میں مخلصانہ جوش کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔ اور اگرچہ ان کی ملاقات ہمیں سب سے آخر میں حاصل ہوئی۔ مگر اس سے ہم ایسے متاثر ہوئے کہ اس کا ذکر میں نے سب سے اول کرنا مناسب سمجھا ہے۔

(۲) جناب صاحبزادہ **آفتاب احمد خان** صاحب بیرسٹرایٹ لا آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس جو کانفرنس کے کام میں ایک سچا دلی جوش رکھتے ہیں اور اپنے وقت کا بہت سا حصہ مسلمانوں کی تعلیم کے کاروبار میں وقف کر رہے ہیں بلکہ کالج کی خدمات میں عملی حصہ لینے کے واسطے علی گڈھ میں ہی کالج کے قریب اپنی سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ کالج کے کئی ایک آنریری کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں اور بہت سے اہم کاموں میں نواب صاحب کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب ایک خلیق بشاش اور سنجیدہ جنٹلمین ہیں جنھیں ہر وقت مسلمانوں کی قومی بہبودی کا غم لاحق حال رہتا ہے۔ قوم کو چاہیئے کہ ایسے آدمیوں کی قدر کرے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

(۳) منشی ادریس احمد صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کانفرنس ایک لائق مستعد اور فہیم کارکن ہیں۔ جن کی خدمات محفوظ کرتے میں کالج کے اراکین نے بہت مفید کام کیا ہے۔

(۴) پروفیسر انعام اللہ خان صاحب بہاری۔ جن کے ذوقی شوق علوم روحانی کے تذکرہ کیواسطے میں ان کا اسم گرامی یہاں درج کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ پروفیسر صاحب کی ملاقات ایک دوست کے ذریعہ سے تھوڑی دیر کے واسطے حاصل ہوئی۔ جس سے ہم از بس خوش وقت ہوئے۔

(۵) مسٹر عبد المجید صاحب پروفیسر علوم ریاضی و سائنس جن سے ملاقات کا یہ ذریعہ ہوا کہ اونہوں نے مجھے شناخت کر لیا کہ میں ان کا ہموطن اور ان کے معزز خاندان کا قدیمی خادم ہوں اس لئے اونھوں نے خود ہی میرے ساتھ انٹروڈیوس ہو کر ان قدیمی تعلقات یگانگت میں ایک تازہ رُوح پھونکی۔ صاحب موصوف میرے مہربان و مخدوم میاں غلام حسین احمدی بھیروی کے برادرزادے ہیں۔

(۶) چونکہ ہم علی گڈھ میں صرف دو دن رہے اور وہ بھی شرکت جلسہ میں گذر رہے اسواسطے ملاقاتوں کا سلسلہ اس سے زیادہ نہ ہو سکا۔ ہاں ملاقاتوں کے درمیان یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں ہمیں اپنے ایک بچھڑے ہوئے بھائی جناب شیخ عبد اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کو بھی دیکھنا نصیب ہوا۔ شیخ صاحب موصوف کالج کے ٹرسٹی اور صیغہ تعلیم نسواں کے سکرٹری ہیں۔ اپنے پیشہ میں معزز و ممتاز ہونے کے علاوہ کالج کی کئی ایک آنریری خدمات میں ایکٹو پارٹ لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کا حافظ ہو۔ یونین کے وائس پریزیڈنٹ عبد القیوم صاحب لائق اور مستعد نوجوان ہیں۔

(۷) آجکل مفصلہ ذیل احمدی نوجوان تعلیم وہاں حاصل کر رہے ہیں۔ ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب فورتھ ییر کلاس۔ شیر محمد خان صاحب ایم۔ اے کلاس۔ علاؤ الدین صاحب سیکنڈ ییر کلاس۔ میاں محمد صاحب فورتھ ییر کلاس۔

ان کے علاوہ مفصلہ ذیل احمدی نوجوان بھی اسی کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر آج کل بہ سبب امتحانات سے فارغ ہونے کے یہاں موجود نہیں۔ فقیر اللہ صاحب۔ سردار خان صاحب۔ خیر الدین صاحب۔ خواجہ عبد الرحمان صاحب۔ اُمید ہے کہ احباب ان صاحبان کیواسطے امتحان میں کامیابی کے لئے دُعا کرینگے۔

(۸) ان کے بعد بعض ان محبان قوم کے نام بھی یہاں درج کرنا چاہتا ہوں۔ جو مختلف مدارس اسلامی سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے اور ان سے ملاقات کا ہمیں موقعہ حاصل ہوا۔ لیکن اُوپر کی رپورٹ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہو سکا۔ حاجی ریاض الدین احمد صاحب مشہور اسلامی لکچرار۔ جن کو خدا نے تقریر کیواسطے وہ پُرجوش بلند آواز عطا فرمائی ہے کہ ایک اسٹریچی ہال کیا کئی اسٹریچی ہال ایک جگہ جمع کر دئے جائیں۔ تو وہ تمام سامعین کے

کانون تک اپنا کلام پہونچا سکتے ہین۔

(۲) **مولوی بشیر الدین صاحب** ناظم مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ بالکل سادہ وضع کے صاف گو جوشیلے آدمی ہین ان کی تقریرین سامعین کے واسطے دلچسپی کا موجب ہوئین سُنا گیا ہے۔ کہ صاف گوئی کے سبب سرسید صاحب سے کئی دفعہ ان کی لڑائی ہو جاتی۔ مولوی صاحب مذکور کے رفیق **مولوی محمد حسین خان** صاحب۔ محمد علی شاہ خان صاحب رکن انجمن حیدر آباد سندھ

سلسلہ کا خاص ذکر

علی گڈھ مین اپنے سلسلہ حقہ کے خاص ذکر کا کوئی موقع نہین ہوا ہان اس ملاقات کا یہ اثر ضرور ہوا۔ کہ بہت سے لوگون کے دلون سے اس سلسلہ کے متعلق غلط فہمیان دُور ہوئین ایک صاحب فرمانے لگے۔ کہ میرے دل مین آپکے فرقہ کے متعلق بہت سے اعتراض تھے۔ جو صرف آپ لوگون کی شکلون کے دیکھنے سے دور ہو گئے ایک صاحب فرمانے لگے کہ مین آپ کے سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہون چنانچہ انہون نے میرا ایڈریس لیا۔ ایک مجلس مین حضرت خلیفۃ المسیح کا ذکر آیا۔ مین نے حضور کا روزانہ پروگرام سُنایا۔ کہ کس طرح صبح سے شام تک بلکہ عشاء تک۔ آپ کئی ایک درس قرآن اور درس حدیث اور دیگر کتب دینی مین برابر مصروف رہتے ہین۔ اور مطب و انتظام سلسلہ اس کے علاوہ ہین۔ تو حاضرین نہائت متعجب ہوئے۔ کہ عالم پیری مین ایک شخص اس قدر محنت اٹھا سکتا ہے۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے آیندہ کے جلسہ مین ہی تشریف لاوین۔ جو ناگپور مین ہو گا۔ مین نے عرض کی کہ ہم لوگ آزاد نہین ہین کہ جہان چاہین چلے جائین۔ بلکہ ہم سب ایک امیر کے ماتحت ہین اس قسم کے تمام معاملات ان کی خدمت مین پیش ہوتے ہین اور ان کے حکم اور اجازت کے ساتھ کوئی شخص وہان سے کسی جلسہ مین شامل ہونے کے واسطے یہان آ سکتا ہے۔ اس دفعہ آپنے جو خط لکھا تھا وہ آپ کی خدمت مین پیش ہوا اور اس پر قرار پایا کہ ہم تینون آپ کی خدمت مین حاضر ہون۔ آیندہ بھی آپ اگر تحریک کرینگے تو اُمید ہے کہ کوئی نہ کوئی بھیجا جاویگا۔ جس پر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ بے شک ارگینائی زیشن کا ہونا بہت عمدہ بات ہے ایک صاحب فرمانے لگے کہ آریاؤن کے جواب جس عمدگی سے آپ کی جماعت کے ممبرون نے دئے ہین ایسے اور کوئی نہین دے سکا۔ تعجب ہے کہ مسلمان مشترک اسلامی کامون مین آپکے شکر گزار نہین ہوتے۔ تنگدلی کی بھی کوئی حد چاہیئے۔

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے۔ دوسرے مسلمانون کے پیچھے نماز نہین پڑھتے اس کے جواب مین ان کو سمجھایا گیا کہ ہم تو پڑھتے ہین۔ جب ہمین کوئی مسلمان ہی سمجھے یہ لوگ تو ہمارے متعلق فتوے دے چکے ہین۔ کہ ہم کافر ہین اور اس کفر کا اعلان کر چکے ہین اب جب تک کوئی شخص بذریعہ اعلان ہی ان لوگون کے کفر سے الگ نہ ہو۔ وہ ان کے ساتھ ہی سمجھا جائے گا یہ کہنا بعض لوگون کا غلط ہے کہ ہم نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی ہے ہماری مسجد پر تو ماشاء اللہ چار لاکھ اینٹ لگ چکی ہے [illegible] عمارت بڑے زور سے جاری ہے۔

بائسکل کی حفاظت

ناظرین متعجب ہون گے کہ یہ کیا بے تعلق سرخی مین نے اس جگہ لگائی ہے اس کا سبب یہ ہے۔ کہ سفیر کانفرنس منشی مظفر حسین صاحب نے جب ہماری ملاقات کیواسطے تشریف لائے۔ تو اثنائے گفتگو مین انہون نے ذکر کیا کہ مین سارا سفر بائسکل پر کرتا ہون۔ چونکہ ہمارے امیر قافلہ مولوی صدر دین صاحب بھی بائسکل کے سوار ہین۔ اسواسطے ان ہر دو صاحبان مین بائسکل کے متعلق گفتگو ہوتے ہوئے یہ ذکر آیا۔ کہ بائسکل مین جو راستہ کے کانٹون وغیرہ سے پنکچر یعنی سوراخین ہو جاتی ہین ان کا بہترین علاج کیا ہے اس کے واسطے ایک سالیوشن کا نام لیا گیا جو گوند کی طرح ایک پتلی دوائی ہوتی ہے اور جہان سُوراخ ہو وہان لگا دینے سے سُوراخ بند ہو جاتا ہے (اور لاہور مین ہمارے دوست **مستری محمد موسےٰ اینڈ سنز** تاجر بائسکل وسرانگ مشین۔ نیلا گنبد انارکلی سے ملسکتا ہے) لیکن سفیر صاحب نے فرمایا کہ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ٹیوب کی نالی کے اندر کانپوری مسی چمڑے کی ایک تہ دیجاوے اس سے کانٹے خود بخود ٹوٹ رہ کر جائینگے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی ناواقفی

امرتسر کچہری ہال مین بیٹھے ہوئے ایک مجلس مین بعض بزرگان قوم نے اس امر کی شکایت کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار مین صریح کذب بیانی کی ہے اور مولوی ہو کر کانفرنس پر پبلک مین ایک خلاف واقعہ الزام لگایا ہے۔ کیونکہ اونھون نے لکھا ہے کہ مین نے امرتسر کے اجلاس کانفرنس مین ایک رزولیوشن پیش کیا تھا اس رزولیوشن کو سب نے منظور کر لیا اور پاس کر دیا۔ مگر مطبوعہ روئداد مین اس رزولیوشن کو جگہ نہین دی گئی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس فرمودہ پر بہت اعتراض ہو رہا تھا۔ اور کہا گیا کہ مولوی صاحب نے ایسا اخبار مین لکھدیا ہے۔ حالانکہ نہ ان کی طرف سے کوئی رزولیوشن کمیٹی مین آیا اور نہ کانفرنس مین پیش ہوا اور نہ پاس ہوا۔ مولوی صاحب موصوف کے عقیدہ متعلق کذب بیانی سے اگرچہ عاجز بخوبی واقف ہے اور مین جانتا ہون کہ اس قسم کی صریح دروغ بیانی کر دینا ان سے بعید نہین کیونکہ ان کے عقیدہ مین جھوٹ بولنے سے انسان تقوے کے دائرہ سے باہر نہین نکل جاتا۔ تاہم مین نے مناسب نہ جانا کہ اس مجلس مین ان کے اس راز کو افشا کرتا اس واسطے مین نے اس معاملہ مین شیر پنجاب کا ڈیفنس پیش کیا۔ کیونکہ آخر وہ پنجابی ہونے کے سبب ہمارے وطن ہین اور مین نے ظاہر کیا کہ دراصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف اس ضابطے سے ناواقف معلوم ہوتے ہین کہ رزولیوشن کس طرح پیش ہوا کرتے ہین اور کس طرح پاس ہوا کرتے ہین انہون نے یہی سمجھا ہے کہ ایک مولوی صاحب نے اپنے وعظ مین ایک مفید بات کا ذکر کیا۔ یہ رزولیوشن کا پیش ہونا ہوا اور سامعین نے مرحبا جزاک اللہ کہہ دیا۔ یہ اس کا منظور ہونا ہو گیا۔ بس۔ ان کے زعم مین رزولیوشن پیش بھی ہو گیا پاس بھی ہو گیا۔ اب مولوی صاحب کی شکائت بجا ہے کہ پاس شدہ رزولیوشن درج روئداد نہین ہوا۔ یہ مولوی صاحب کی دروغ بیانی نہین جو اونھون نے اخبار مین لکھا بلکہ کم فہمی اور ناواقفی ہے۔ مین نے تو اندفاع کیا۔ مگر افسوس ہے کہ بعض ناظرین نے اس عذر کو معقول نہ سمجھا اور مولوی صاحب کو اس سے زیادہ ہوشیار بتایا کہ وہ ضابطہ [illegible] سے ناواقف ہون بہرحال چونکہ صاحبزادہ صاحب نے بذریعہ بعض اخبارات کے مولوی صاحب کی تحریر کا جواب دیدیا ہے اسواسطے اُمید ہے کہ معاملہ جلد صاف ہو جائے گا اور انجمن صادقین کے افسر ہمارے دوست میر قاسم علی صاحب کے اس حسن ظن کو سچا کر دکھائینگے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کا پہلا عقیدہ کچھ ہی تھا۔ اب انہون نے انجمن صادقین بنا کر سچ بولنے کا [illegible] سچے دل سے کر لیا ہے

قلعہ آگرہ

[illegible] آگرہ سے ہم چند گھنٹون کے [illegible] آگرہ بھی گئے۔ تاکہ ہندوستان کے اسلامی بادشاہون کے [illegible] و شوکت کا نمونہ دیکھین۔ روضہ ممتاز محل دیکھا۔ جس کو تاج بھی کہتے ہین اس کی خوبصورتی مضبوطی [illegible] ساتھ ہی نزاکت دنیا بھر کے آرٹ مین ایک بے نظیر شے ہے۔ یورپ امریکہ کے آرٹسٹ یا آرٹ [illegible] اسے دیکھنے آتے ہین اور دنگ رہ جاتے ہین وہان سنا گیا کہ ایک بہت بڑے انگریز اپنی لیڈی کے ساتھ جب سیر کے واسطے آئے تو انہون نے اپنی لیڈی صاحبہ سے دریافت کیا کہ تمہین

تاج کیسا پسند آیا۔ اوس نے جواب دیا کہ ایسا پسند آیا کہ اگر آپ ایسا ہی میرا مقبرہ بنواوین۔ تو مین ابھی مرجانے کو تیار ہون۔ اس عمارت کے ساتھ ہی ایک بڑی شاندار مسجد موجود ہے۔ جو کہ پہلے اسلامیون کی محبت اسلام کا ثبوت دے رہی ہے۔ مقبرہ کی شاندار محرابون کے اردگرد اور خود تعویذ قبر پر قرآن شریف کی سورتون کی سورتین نہایت خوشخط پتھرون مین کندہ شدہ ہین۔ پُرانے بادشاہون کی اس شان و شوکت کے آثار دیکھ کر بے اختیار مونہہ سے یہ قرآنی آیت نکلتی ہے۔ کہ اللھم انت مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر۔ اے اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے اسے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ مین خیر ہے۔ اور تو ہر بات پر قادر ہے۔

زیور کی بے اعتدالیان

گاڑی مین بنارس کے قریب ایک ہندو صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جو چند اور ہندون کو مخاطب کرکے زیور کے متعلق جو اسراف حد سے زیادہ نکلا جارہا ہے اس کا ذکر پُرزور الفاظ مین کر رہے تھے انہون نے زیورون کے اس قدر نام سنائے کہ مین یاد نہیں رکھ سکا۔ ہتھیلی کے اندر کا زیور۔ ہتھیلی کے اوپر کا زیور پاؤن کے اوپر کا زیور۔ سر گردن، سینہ پشت سب زیورون سے پُر۔ اور سب سونے کے۔ میٔو کہا کہ اس قدر متفرق زیورون کے بنانے کی تکلیف اُٹھانے سے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہر ایک عورت کے ڈھانچے کے مطابق ایک سونے کا خول بنا کر اسے چڑھا دیا جاوے صرف آنکھین اور مونہہ خالی رہے۔ کہنے لگے کیا کرین رسوم کی پابندی مصیبت ہو رہی ہے۔ سینکڑون عورتین اس واسطے کنواری رہ جاتی ہین کہ ان کے واسطے والدین یا سسرال کافی زیور مہیا نہین کر سکتے۔

نظر دریا

رامپور کے راستہ مین ایک دریا کے اوپر سے گزرتے ہوئے ایک ہندو لڑکے نے ایک پیسہ دریا مین پھینکا۔ مین نے اُسے بہت سمجھایا کہ کیا اچھا ہوتا اگر یہ پیسہ تم کسی مسکین کو دیتے مگر اس کی سمجھ مین نہ آیا۔ ایسا ہی جالندھر کے قریب دریا سے گزرتے ہوئے دریا کو متھا ٹیکا۔ دیر تک ہاتھ باندھے ہوئے دریا کے آگے جھکا رہا۔ سجدے کا یا متھا ٹیکنے کا یہ طرز بھی نرالا ہے۔ کہ انسان کسی شے کے اوپر چڑھ جاوے اور پھر اس پر دورے سجدہ کرے۔

ایک اصطلاح انگریزی

وٹہ کے اسٹیشن پر جو پلیٹ فارم مین لائن کے پلیٹ فارم سے الگ ایک طرف بنا ہوا تھا اس کا نام Island platform لکھا ہوا دیکھا گیا۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے وہان میرے دیکھنے مین آئی۔

رامپور

ابھی ہم علی گڈھ میں تھے۔ جب کہ ہمارے مکرم دوست محمد ذوالفقار علی خان صاحب کا تار آیا کہ واپسی پر مجھ سے [illegible] جاؤ۔ مولوی صدرالدین صاحب [illegible] ایسا ہی مولوی شیر علی صاحب بعض [illegible] جب زیادہ ٹھہر نہ سکتے تھے۔ اس واسطے انہون نے مجھ سے [illegible] رامپور سے ہوتا آؤن تاکہ خان صاحب کے حکم کی تعمیل ہو جائے اس [illegible] سے سیدھا رامپور گیا۔ راستہ مین میرے رفقاء اسٹیشن علی گڈھ سے دہلی کی طرف تشریف لے گئے۔ خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی محبت مین کس قدر گداز ہین اور دین کی خدمت کے واسطے ان کو کس قدر جوش ہے اور

سلسلہ حقہ کے لئے کیسی غیور اور باستقلال طبیعت انہین عطا کی گئی ہے۔ کہ رامپور کی سخت زمین مین جہان چارون طرف لہو و لعب کے ساتھ دین پر تمسخر اُڑانا ایک معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ وہ ایک مستحکم مینار کی طرح اپنی نیکی پر قائم ہین اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی اولاد و ازواج کو متقی اور صالح بنائے۔ آمین

رامپور مین عزیز دوست منشی امتیاز احمد صاحب احمدی سے بھی ملاقات حاصل ہوئی۔ جو کہ ایک سلیم الفطرت نیک سیرۃ آدمی ہین۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی عبید اللہ صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔

طلب معافی

یہ عاجز رامپور مین چند گھنٹے ٹھہرنے کے بعد مین براہ ہاپڑ میرٹھ کو روانہ ہوا۔ چونکہ مین پہلے ہندوستان کے اس علاقہ مین نہین گیا اور نہ مجھے باوجود تلاش کہین وہان کی ریلون کا کوئی گائڈ ملا۔ جس سے مین وہان کے تقسیم اوقات اور راستہ مین آنے والے اسٹیشنون کا مطالعہ کرتا۔ اس واسطے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس راستہ مین امروہہ کا اسٹیشن بھی آتا ہے۔ خان صاحب یا کسی دوسرے دوست نے بھی اس امر کا ذکر نہ کیا۔ لیکن ریل مین بیٹھے ہوئے اتفاقاً مجھے ایک جگہ معلوم ہوا کہ اب ہم جس اسٹیشن سے گزر رہے ہین اس کا نام امروہہ ہے۔ امروہہ کا نام سنتے ہی مین چونکا۔ اور فاضل اجل عالم بے بدل عارف شریعت حقہ ماہر علوم مقدسہ حضرت مولانا و بالفضل اولٰنا فخر الملۃ والدین و سابقین اصحاب مسیح موعود حضرت مولوی سید **محمد احسن صاحب** زاد اللہ مجدہ و شرفہ کا متبرک چہرہ میری آنکھون کے سامنے آگیا۔ ایسا وقت اور موقع نہ تھا کہ مین وہان اُتر سکتا اس واسطے دل مین بہت افسوس ہوا۔ اور ایسا قریب پہونچ کر آن مخدوم کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکنے کا بہت رنج ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہ سوجھا کہ فوراً آپ کی خدمت مین دُعا کا تحفہ بھیجون۔ چنانچہ اُسی وقت حتی المقدور آپ کے واسطے دُعا کی۔ واللہ ھو السمیع العلیم اُمید ہے کہ حضرت موصوف میری اس غلطی کو معاف فرماوین گے۔ اور اپنی دعاؤن مین اس خادم کو یاد رکھین گے۔

سناتنی شرافت

اس زمانہ مین ہندون مین سے سناتنی لوگون مین ایک شرافت ہے کہ وہ آریون کی طرح دریدہ دہن اور بدزبان نہین۔ دوسری قوم کے بزرگون کو نیک الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ میرے ساتھ ریل گاڑی مین ایک بڑے متمول سناتنی ہندو جگادھری کے رئیس اپنی اہلیہ کے ہمراہ سوار تھے اور جالندھر مین اُترے کچھ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ذکر آیا۔ کس ادب سے انہون نے حضرت صاحب کا نام لیا اور ان کی تعریف کی۔ شریف لوگون کا کام یہی ہے۔ معلوم نہین ہے کہ آریون نے اس مین کیا فائدہ دیکھا ہے۔ کہ اپنے بزرگون کو بھی گالیان دیتے پھرتے ہین اور دوسرون کے بزرگون کے حق مین بھی بدگوئی کہتے ہین۔ خدا ہی ہے جو انخیر سمجھا [illegible]۔ ان آریاؤن نے ملک کا لٹریچر ہی گندہ کر دیا۔ [illegible] ان سے تنگ آکر دوسرے بھی بجنگ آجاتے ہین

میرٹھ

میرٹھ چھاؤنی مین عاجز مخدومی اخویم شیخ عبد الرشید صاحب کے مکان پر پہونچا اور وہ مجھے اپنے ساتھ ..... شام کے وقت شیخ محمد حسین صاحب سب جج کے مکان پر لے گئے۔ وہان تجویز ہوئی کہ مظفرنگر سے مین ایک دن کیواسطے واپس آکر میرٹھ مین ایک لیکچر دون اور اسی واسطے میرٹھ کے دیگر احباب کی ملاقات بھی واپسی کے وقت کے واسطے اٹھا رکھی گئی۔ مگر رات کو ایک مخالف کی گفتگو سنکر شیخ صاحب جلسہ کی کامیابی سے ناامید ہوگئے اور اسواسطے جلسہ کی تجویز کو ملتوی کرکے صبح سویرے میرے ساتھ مظفرنگر چلے

آئے۔ لہٰذا نہ تو دوبارہ جج صاحب کی ملاقات ہوئی اور نہ میرٹھ کے شہر میں رہنے والے دوستوں سے ملاقات کا موقعہ حاصل ہؤا۔ جس کا بہت افسوس رہا۔ شیخ محمد حسین صاحب ایک صوفیانہ رنگ کے سادہ مزاج متقی آدمی ہیں۔ انہیں اس سلسلہ میں داخل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہؤا ہے۔ مگر دین کی محبت اور اخلاص میں بہت ترقی کر رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

شیخ عبد الرشید صاحب اس سلسلہ کے بہت پُرانے خادم ہیں۔ مجھے ہمیشہ ان کے ساتھ بہت محبت ہے۔ گو اس کے اظہار کا کبھی موقعہ نہ ہؤا ہو۔ شیخصاحب کے دل میں سلسلہ حقہ احمدیہ کی صداقت کا اس قدر جوش ہے۔ کہ انہوں نے جہاں تک ان کا بس چل سکا اپنے خویش واقربا کے دل میں اس کا اثر گہرا کر دیا۔ آپنے سب سے پہلے اپنے اہل بیت تک اس تبلیغ کو پہنچایا اور آپ کی بیوی باوجود بعض اقربا کی سخت مخالفت بلکہ قطع تعلق کے اس سلسلہ کی سچی خادمہ ہیں۔ اور آپ کی ہمشیرہ صاحبہ یعنی اہلیہ شیخ مسیح اللہ صاحب تو گویا سلسلہ کی کتابوں کی علامہ ہیں۔ کوئی کتاب اور اخبار نہیں۔ جو انہوں نے مطالعہ نہ کر لی ہو۔ اس سلسلہ کی تائید میں تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے وہ بخوبی آگاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیوے اور اپنے قرب کی راہوں میں اور بھی ترقی بخشے اور دیگر نسوان احمدیہ کو ان کا نمونہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

شیخ عبد الرشید صاحب نے دس سال کی عمر میں مسیح موعود کی آمد کے متعلق ایک رؤیا دیکھا تھا۔ اور قادیان آنے سے قبل حضرت اقدس مسیح موعود اور مولوی نور الدین صاحب کو اور بعض دیگر دوستوں کو خواب میں دیکھا تھا اور یہاں آکر بعینہٖ وہی شکلیں پاکر انہیں شناخت کر لیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں قادیان جب گیا۔ تو بے اختیاری کے عالم میں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی نے میرے دونوں بازو پکڑے ہوئے ہیں اور مجھے کھینچے لئے جا رہا ہے۔ شیخصاحب موصوف مظفر نگر میرے ساتھ گئے اور جب تک میں وہاں سے چل نہ پڑا۔ میرے ساتھ رہے ان کی رفاقت میں وقت بہت عمدگی سے گذرا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور وہ آپ ان کا رفیق ہو۔

مظفر نگر

۵۔ مئی کی صبح کو جمعرات کے دن میں مظفر نگر پہنچا۔ چونکہ مظفر نگر کے احباب مدت سے اصرار کر رہے تھے۔ کہ میں ان کے ہاں جاکر وعظ کروں اس واسطے میں نے مناسب سمجھا کہ راستہ میں وہاں ایک دن ٹھہرتا جاؤں اور علی گڈھ سے میں نے انہیں اپنے اس ارادے کی خبر کر دی تھی۔ لیکن ٹھیک وقت اور تاریخ سے میں انہیں اطلاع نہ دے سکا۔ اور اس واسطے بہت سے دوست ۳ اور ۴ مئی کی تاریخوں کو دن اور رات کیوقت اسٹیشن پر آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس تکلیف اُٹھانے کے لئے جزائے خیر دے۔ لیکن میں بسبب رام پور اور میرٹھ ٹھہر جانے کے وہاں ۵ مئی کی صبح کو پہنچا۔ جب کہ دوست نا اُمید ہو چکے تھے۔ تاہم ایک غریب لیکن

مظفر نگر میں قادیان

عزیز بھائی **خدا بخش** نام موجود تھے۔ جنھوں نے میرا اسباب اٹھاکر ایک گھوڑا گاڑی پر ہمیں سوار کرایا۔ میاں خدا بخش ایک غریب مزدور ہے۔ جس نے احمدی ہونے کے سبب سے بہت سا دکھ اُٹھایا۔ مگر صبر کے ساتھ اپنے عقیدے پر قائم رہا۔ اسٹیشن ریلوے پر وہ کام کرتا ہے اور **قادیان** کے نام سے مشہور ہونے کے سبب اس سلسلہ کے واسطے ایک مجسم اشتہار ہے۔ ہمارے دوست قاضی غلام حسین صاحب ایک دفعہ مظفر نگر کے اسٹیشن پر جب اُترے تو انہوں نے سُنا کہ بعض لوگ ایک شخص کو **قادیان۔ قادیان** کہہ کے پکار رہے ہیں۔ اس آواز کو سُن کر وہ چونکے۔ اور انھیں دریافت کرنے سے معلوم ہؤا کہ یہاں ایک احمدی ہے جو اس نام سے مشہور ہے۔ تب وہ اُسے ملے اور اس کے ذریعہ سے بآسانی اس مکان پر پہونچے۔ جہاں انہوں نے جانا تھا۔

دو لیکچر

مظفر نگر میں دو لیکچر ہوئے۔ اور ایک خطبہ جمعہ کی تقریر۔ پہلا لیکچر وہاں کے ایک نواب صاحب کے احاطہ میں ہؤا۔ اور دوسرا ہمارے جوشیلے نوجوان سلیمان نے اپنے ایک احاطہ میں کرایا۔ ہر دو جلسوں کا اشتہار کافی نہیں ہؤا۔ اور تعداد بلحاظ شہر کی آبادی کے بہت ہی کم تھی۔ لیکن بلحاظ اس کے جس شہر میں پچیس ہزار کی آبادی میں دس احمدی ہوں اور غیر احمدیوں کا تعصب یہ بھی جانتا ہو کہ لیکچرار احمدی ہے۔ اور انتظام جلسہ بھی احمدیوں کے ہاتھ میں ہو۔ اور واعظ بھی ایسا ہو۔ کہ اس کی تقریر میں سلسلہ حقہ احمدیہ کا ذکر آجانا لازمی امر ہو۔ تعداد سامعین کافی تھی۔ پہلی تقریر اثبات نبوت محمدیہ پر تھی۔ دوسری بھی اسی پر تھی۔ اور اس میں حضرت مرزا صاحب مرحوم و مغفور کے دعوے کا ذکر کسی قدر بسط کے ساتھ تھا۔ ان ہر دو جلسوں کے انتظام میں دو صاحبان کی امداد قابل شکریہ ہے۔ ایک شیر محمد خان صاحب مہتمم صفائی شہر اور دوسرے میاں عبد الحلیم صاحب۔ انسپکٹر روشنی شہر۔ ہر دو صاحبان نے ہر طرح کے انتظام میں احباب احمدیہ کی بہت مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کے دلوں کو روحانی صفائی اور آسمانی روشنی عطا فرمادے۔ آمین۔

احباب مظفر نگر

مظفر نگر میں ایک غریب مگر پُر جوش مخلص جماعت ہے۔ ان کا شغل رات دن سلسلہ حقہ احمدیہ کی خدمت ہے اور بہت سی رُوحیں ان کی توجہ سے سعادت کی طرف جھک رہی ہیں۔ حافظ عبد الرحمان صاحب گویا یہاں کی جماعت کے بانی ہیں۔ بہتوں کو جو دریا کے اُس خوفناک کنارے پر حیران و سرگردان تھے کشتی میں سوار کراکر دریا کے اِس پار دار الامان میں پہونچا چکے ہیں۔ مگر خود تا حال کشتی سے نہیں اُترے شائد کسی پُرانے ملاح سے محبت کا تعلق ایسا ہو گیا ہے۔ کہ اُسے چھوڑنا پسند نہیں آتا لیکن ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا۔ کہ ایک دوست کے ہوتے ہوئے دوسرے اعلیٰ رفیق کی ملاقات اختیار کرنے کے واسطے پہلے دوست کو دراصل چھوڑنا نہیں پڑتا۔ بلکہ یہ نور علیٰ نور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنے سے پہلے ہی دو بزرگوں کی بیعت میں داخل ہوئے تھے۔ اور اب تک ان کی عقیدت پر راسخ ہیں۔ ایک پیر کے بعد دوسرے پیر کی بیعت میں داخل ہونا شرعاً جائز ہے اس سے پہلی بیعت فسخ نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اور بھی مستحکم ہو جاتی ہے۔

برادر عبد الخالق صاحب یہاں کی جماعت کے سکرٹری بلکہ روح رواں اشاعت دین کی محبت میں گدازے۔ رات دن اسی میں محو۔ برادر محمد سلیمان صاحب جوشیلے نوجوان احمدی ہیں۔ حکیم عبد الرزاق صاحب۔ منشی ولایت حسین صاحب۔ منشی تجمل حسین صاحب۔ قاضی محمد اکرم صاحب پسر قاضی کرم الٰہی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ۔ جو وہاں محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ منشی محمد اشرف صاحب وکیل۔

مفصلات مظفر نگر

چونکہ میرے وہاں جانے کی خبر پہلے سے مشہور ہو چکی تھی۔ اس واسطے مفصلات سے بھی چند احباب تشریف فرما ہوئے۔ منشی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ تسہ جو کہ ہر وقت سلسلہ کی کتابیں بغل میں دابے ہوئے اشاعت میں معروف رہتے

ہیں - مولوی رشید احمد صاحب - منشی محمد حسین صاحب پٹواری - پھول محمد آف گڑھی پختہ - اللہ تعالیٰ ان صاحبان کو جزائے خیر دے - کہ عاجز کی ملاقات کے واسطے انہوں نے تکلیف اٹھائی لیکن سب سے زیادہ عجیب اور قابل ذکر ملاقات جناب داروغہ **عبدالحمید** صاحب سب انسپکٹر ڈاک کی ہے جو کہ مظفر نگر سے قریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر متعین ہیں - اور سرکاری کام کو چھوڑ کر آ نہ سکتے تھے ان کے واسطے خدا تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کیا کہ خزانہ سے انہیں اطلاع کی گئی - کہ تنخواہ ضرور لے جاؤ - نیز ایک سمن کے ذریعہ سے ایک مقدمہ کی شہادت میں انہیں مظفر نگر طلب کیا گیا - اس طرح انہیں عاجز کی ملاقات اور شمولیت جلسہ کا موقع خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے عطا فرمایا - داروغہ صاحب کس قدر باغیرت پُرجوش احمدی ہیں اور دین حق کی تائید میں کیسی مدلل اور معقول گفتگو کرتے ہیں اس کا اندازہ ان کی ملاقات سے ہی ہو سکتا ہے - ان کے برادر زادہ میاں غفور احمد صاحب جو آجکل مظفر نگر میں تعلیم پاتے ہیں ایک سلیم الفطرت نیک سیرت نوجوان ہیں - میرے قیام مظفر نگر میں طریقہ ادب کو ملحوظ رکھکر میری خدمت میں مصروف رہے - اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو -

واپسی ۷ - مئی کی صبح کو مظفر نگر سے روانہ ہو کر عاجز رات بٹالہ پہونچا - جہاں اخویم چودھری حاکم علی صاحب کی رفاقت سے رات بسر کر کے ۸ - مئی سنہ ۱۹۱۱ء کی صبح یوم الاحد کو بخیریت داخل دارالامان ہوا -

فالحمد للہ رب العالمین

لیکچر کفارہ پر ریویو

میں نے اس کتاب کا اوّل سے آخر تک نہایت غور سے ملاحظہ کیا - بیان عقلی و نقلی مدلل صورتی سے بے نظیر ہے - ایسی کتاب کبھی دیکھنے میں اس سے پہلے نہ آئی ہوگی - جو کہ خوبصورتی سے کفارہ کی جڑھ بیخ کو بکلی اکھاڑ پھینکے - اس کا ہر فقرہ اپنے اپنے موقعہ پر ایک فوج اور دستوں کی مانند ہے جو کہ قیمتی ہیروں سے ہار پرو دکھایا اور بیل سے سنہرے کو اتار دکھایا ہے یہ ہے نام کو کفارے کا جواب لیکن دین عیسوی کے ہر بنیادی پتھر کو ایک کپل ڈالنے والا اور ریزے ریزے بنانے کا کارگر حربہ اور اوزار ہے - جس سے یسوعیوں کی کشتی نجات کل عدم نظر آتی کافور ہوئی - اور شیطان کی مانند بھسم ہو چکی ہے - لائق مصنف نے اس آئین اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور نجات کو بریم صورتی اور مدلل دلیلوں سے دکھایا ہے - اور اسے حسن اسلوبی سے نباہ کیا کہ عرفان حقیقی کے پیاسوں کو وجد آرہا ہے اس کتاب سے دین عیسوی کی جان نکل چکی اور مذہبی روح کا فوری نکالا دے رہی ہے - میں اس بات کے بیان کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ یہ نادر کتاب ہر ایک پریچر ایڈیٹنگ واعظ کو ضروری اور واجبی ہے خاص کر مسلمان مخلص ایماندار مرد وزن عالم اشخاص کے لئے ازبس ضروری ہے - مجھے دلی امید ہے کہ اس کتاب کو ہر فرقہ اسلامی خرید کر اپنے پاس رکھے گا اور چند نسخہ خرید کر عیسائیوں میں تقسیم کرے گا کیونکہ یہ بے لاگ نادر کتاب ایک بھاری خزینہ ہے یہ ہر فرقہ اسلامی کے لئے بغیر کشش کے لکھی گئی اور بریم صورتی سے اسلامی جلوے دے رہی ہے - میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کو جملہ مسلمان خرید کر وقت کو غنیمت جان کر مصنف کتاب کی فیاضی اور محنت جوانمردی کی داد دیں گے - وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

خاکسار رحیم بخش گذشتہ کشٹ لے پی مشنری سوسائیٹی حال نو مسلم راجپوت واعظ اسلام مصنف نور دل ہر دو حصہ و مصنف یادگار الفت بر چھا جلد مقیم قادیان - کتاب بدر ایجنسی سے بقیمت ۳ر مل سکتی ہے -

کتب قدیمہ میں آنحضرتؐ کے متعلق پیشگوئی

آجکل بعض اخباروں میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ کیا ویدوں میں آنحضرتؐ کے متعلق کوئی پیشگوئی ہے یا نہیں - معزز ہمعصر وطن نے بڑے زور سے اس امر کو ثابت کر دکھایا ہے کہ ویدوں میں آنحضرتؐ کی پیشگوئی موجود ہے اور اس امر کی تائید میں ویدوں کی شرتیاں بھی پیش کی ہیں - اور بعض آریاؤں نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ بے شک ہے - لیکن کسی مسلمان نے یہ عبارتیں ڈالدی ہیں - عیسائی صاحبان بھی بعض اناجیل کے متعلق ایسا ہی عذر تراشا کرتے ہیں کہ کسی مسلمان نے یہ عبارت اس میں ڈال دی ہے - اس قسم کی تصدیق یا اس کے انکار میں مسلمان اور اس کے فریق مخالف ہر دو کو مشکلات میں مبتلا بتلایا جاتا ہے - ایک مسلمان کی مشکل اس میں یہ بتلائی جاتی ہے کہ اگر ہم تسلیم کریں کہ وید - توریت اور انجیل میں ایسی پیشگوئیاں ہیں - تو ساتھ ہی ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کتب الہامی ہیں - اور ان میں جو کچھ لکھا ہے - وہ سب سچ ہے - لیکن یہ معترض کی غلط فہمی ہے جو وہ ہمیں ایسی مشکل میں سمجھتا ہے - ہم تو تسلیم کرتے ہیں کہ توریت اور انجیل خدا کا کلام ہے - اور ان کے علاوہ اور بھی کتب مقدسہ دنیا میں ہوئیں ویدوں کے متعلق پیغام صلح میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں - "ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں" لیکن ہمارے نزدیک یہ توریت جو یہودی لوگ پیش کرتے ہیں اور جس میں لکھا ہے - کہ پھر موسےٰ مر گیا اور دفن کیا گیا اور اس پر نوحہ کرتے رہے اور اس جیسا پھر پیدا نہیں ہوا اور اس کی قبر کا پتہ نہیں وہ توریت نہیں ہو سکتی - جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی اور یہ انجیل جو عیسائی پیش کرتے ہیں - جس میں ایک روتے چلاتے عاجز محتاج بیچارے بندے کو خدا کہا گیا ہو وہ انجیل نہیں ہو سکتی جو ایک نبی پر نازل ہوئی اور یہ وید جس میں نیوگ جیسا ناپاک مسئلہ درج ہو وہ مقدس کلام نہیں ہو سکتا - جو رشیوں پر نازل ہوا ہو - پس ظاہر ہے کہ ان کتابوں میں زمانہ کے ہاتھوں نے بہت کچھ تغیر تبدل کر دیا ہے - اور یہ اس قلعہ کی مانند ہیں - جس کی رہائش کو بادشاہ نے متروک کیا اور وہ ویران ہو گیا اور اس میں ناپاک چیزوں نے اپنا بسیرا کیا - اس کی دیواریں بوسیدہ ہو کر گر گئیں - جہاں بادشاہ کا تخت بچھتا تھا - وہاں وحشی جانوروں نے گندگی پھیلائی اور اس میں داخل ہونے سے انسان دہشت زدہ ہوتا ہے - بلکہ اس میں پھرنے سے دماغ بدبو سے پریشان ہوتا ہے - پس اب وہ صحیح معنوں میں قلعہ نہیں - لیکن کسی زمانہ میں وہ قلعہ ضرور تھا - اور اگر اس میں کوئی کتبہ کسی دیوار میں کندہ ہمیں مل جائے - تو ہم بلحاظ ایک **محقق آثار قدیمہ** ہونے کے ضرور اس کی قدر کریں گے - اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے - پس اس معاملہ میں در اصل مسلمان کسی مشکل میں نہیں ہیں - کیونکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں کہ وہ قلعہ رہائش کے قابل ہے مسلمان صرف اس کے کتبہ سے تاریخی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں - برخلاف ہمارے مخالفین جو اس کو موجودہ حالت میں قابل رہائش یقین کرتے ہیں بلکہ اسے بادشاہ کا جلوس گاہ بتلاتے ہیں - لیکن ہندوں اور عیسائیوں کی مشکلات اس معاملہ میں بہت

سخت ہیں۔ اگر وہ اس امر کو تسلیم کریں کہ یہ پیشگوئی صحیح ہے۔ تو ضرور ہے کہ وہ دین اسلام کو اختیار کریں اور اگر وہ یہ کہیں کہ یہ کلام بعد میں کسی نے ڈال دیا تو وہ ان کتب کے محرف و مبدل ہوجانے کے قائل ہوچکے ہیں اور یہ کتاب میں غیر کا بلکہ ایک مخالف کا ہاتھ ایسا پڑا ہے کہ اس کے تمام موجودہ نسخے اس کی دست برد سے خالی نہیں رہے وہ کتاب اس قابل ہرگز نہیں رہی کہ اب ہم اس کو اپنا ہادی اور راہنما بنائیں۔ معلوم نہیں ایسا ہی اور بھی اس میں ڈالا گیا ہو اُمید ہے۔ کہ کوئی سنجیدہ آریہ اس کا جواب لکھنے کی کوشش کرے گا کوئی شخص گو آریہ اخبار اپنے آپ کو ہمارا مخاطب نہ سمجھے۔

دار الکتب احمدیہ

ناظرین کو معلوم ہے کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی تحریک سے قادیان میں ایک دار الکتب احمدیہ قائم کیا جاچکا ہے جس میں کتابوں کے علاوہ اخبارات بھی رکھے رہتے ہیں بہت سی مفید کتابیں حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے بھی اس کتب خانہ کو دی ہیں احباب کو چاہیئے کہ عمدہ کتابیں اس کتب خانہ میں بھیجکر اس کی رونق کو بڑھائیں اس کتب خانہ کا فنڈ سردست اتنا نہیں کہ اس کے واسطے الگ شاخت رکھا جاوے۔ حافظ عبد الرحیم صاحب مینیجر و سب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ ہی اس کے متعلق بھی سارا کام کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے فرائض متعلق رسالہ سے فرصت کے اوقات میں کتابوں کو ترتیب دے کر اور نمبر لگا کر ایک فہرست بڑی محنت سے طیار کرلی ہے اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دیوے۔

کتابوں کے متعلق مشکلات

جیسا کہ گذشتہ اخبار میں بھی لکھا جاچکا ہے جو کتابیں دفتر بدر ایجنسی میں نہیں ہیں ان کے متعلق اگر کوئی درخواست آجاوے تو بازار سے لیکر روانہ کرتے ہیں بعض اوقات وقت ہوتی ہے۔ آجکل ہر اخبار کے دفتر میں کسی نہ کسی کتاب کی اشاعت کا سلسلہ ضرور ہوتا ہے اور یہی حال یہاں بھی ہے۔ اخبار نور کو جاری ہوئے ابھی بہت عرصہ نہیں ہوا۔ مگر اس کے کارخانہ سے بھی متعدد مفید کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ جو صرف وہیں سے مل سکتی ہیں ایسا ہی بعض کتابیں ہیں۔ جو صرف دفتر ریویو کے بک ڈپو سے مل سکتی ہیں اور بعض صرف دفتر الحکم سے۔ بعض صرف دفتر تشحیذ سے۔ حضرت مسیح موعود کا کتب خانہ جو سب سے پہلے یہاں قائم ہوا۔ اور جس کے طفیل ہم سب ہیں اس میں بہت سی قیمتی کتابوں کا خزانہ موجود ہے۔ جو اور کہیں دستیاب نہیں ہوسکتیں۔ میرے خیال میں یہاں ایک ایسی ایجنسی کی ضرورت ہے۔ جو سب کتابوں کو ایک جگہ مہیا کرسکے۔ اس میں خریداروں کو سہولت ہوگی۔ جب تک ایسا انتظام نہیں ہوسکتا۔ بدر ایجنسی کی دوکان احباب کے لئے اس خدمت کے واسطے طیار ہے۔ بشرطیکہ بیرونی کتب کی قیمت درخواست کے ساتھ آجاوے یا ایک آنہ فی روپیہ کمیشن چارج کرنے کی اجازت ہو۔ کیونکہ بعض وی پی واپس آجاتے ہیں اور اس کا نقصان دفتر کو اٹھانا پڑتا ہے۔

اُصول قربانی

قربانی کا سلسلہ دنیا میں ہمیشہ سے جاری ہے۔ بڑوں پر چھوٹے قربان ہوتے ہیں۔ بادشاہ پر سپاہی قربان ہوتے ہیں قرآن پر توریت و انجیل و وید قربان ہوگئے۔ انسان کالج میں داخل ہونے کی خاطر اسکول کی زندگی کو قربان کرتا ہے اور دنیوی کاروبار میں داخل ہونے کی خاطر کالج کی زندگی کو قربان کرتا ہے۔ اسی طرح معزز ہمعصر نور کے ایڈیٹر شیخ محمد یوسف صاحب تحصیل علوم دینیہ کے واسطے تجرد کی خلوت نشینی کا لطف اٹھاتے ہوئے اپنی بڑی عمر تک برہمچریہ کہلائے۔ مگر بعض اسلئے علوم اور تجارب زندگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری تھا کہ متاہل زندگی اختیار کی جاتی۔ اسواسطے وہ برہمچریہ کو خیرباد کہکر اس مدرسہ میں داخل ہوئے۔ جہاں کا امتحان امور خانہ داری میں کامیابی کے واسطے انسان سے محنت و مشقت چاہتا ہے۔ اس نئی منزل میں خدا تعالیٰ ماسٹر صاحب کا راہنما ہو +

درخواست جنازہ

(۱) برادرم منشی چراغ الدین صاحب بٹالوی اپنی والدہ مرحومہ کے واسطے احباب سے درخواست دعائے جنازہ کرتے ہیں۔

(۲) منشی ابراھیم صاحب کوہ منصوری سے اپنی مرحومہ بیوی کے واسطے احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔ پہلے اخبار میں غلطی سے ان کی بیوی کی بجائے ان کی والدہ کے واسطے لکھا گیا۔ گو مغفرت کی دعا سب کے واسطے مفید ہے۔

تاریخ وفات حکیم فضل دین صاحب

از مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی

حاج حافظ حکیم فضل الدین
باوفا مش او کہ کم زاد
بود شاگرد حضرت اقدس ؑ
شد بہ تفہیم علم حق استاد

ہست خواہش صرف حق فرمود ⁂ ملک خود جملہ راہ مولےٰ داد
پاک گشتہ برفت این عالم ⁂ رحمت پاکش بر روانش باد
سال ترحیل او گفت حسین ⁂ دائما در بہشت جانش باد
۱۳۲۸ھ

انجمن شبان المسلمین

خواجہ صاحب سیالکوٹ میں

سیالکوٹ میں انجمن شبان المسلمین کا اس سال پہلا سالانہ جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں خواجہ کمال الدین صاحب کا مضمون معجزات نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھا۔ خواجہ صاحب کا بیان محض خدا کے فضل سے ہر ایک جگہ اور ہر ایک شہر کی پبلک میں خصوصیت کے ساتھ مشتہر ہوچکا ہے اور یہ قدرتی جذب حاصل ہوگیا ہے کہ جہاں کہیں لکچر ہو پبلک میں سے ہر طبقہ کے لوگ بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ اس سالانہ جلسہ میں خواجہ صاحب کے لکچر کی دھوم دھام ان کے لکچر دینے سے پیشتر ہی ان کی سابقہ مقبولیت کی وجہ سے شہر میں ہوچکی تھی اور ان کے لکچر کے وقت کا اور ان کی آمد کا بڑے شوق سے انتظار ہورہا تھا۔ لکچر گاہ اچھا معقول طور پر فراخ تھا اور آراستہ بھی خوب تھا۔ جہاں لکچراروں کا اسٹیج تھا وہ خوب ہی بازیب و زینت تھا۔ اور سُرخ کپڑے پر سنہری حروف سے سوئے قلم سے

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے ⁂ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

لٹکتا تھا۔ اس کے دو قدم آگے سُرخ کپڑے پر یہ شعر سنہری حروف سے لکھا تھا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ⁂ کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے

خیریوں تو پنڈال میں کرسیوں کی ترتیب اور نشست کا انتظام ہر ایک نظارگی کو خوش کرتا تھا۔ مگر جس وقت خواجہ صاحب اسٹیج پر کھڑے ہوتے تھے۔ تو سارا اندرونی مکان مخلوق خدا سے پُر ہوکر باہر کے میدان میں قناتوں کے ساتھ ساتھ آدمیوں کی قطاریں تھیں۔ میں اس جگہ صرف اس اثر اور قبولیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو حاضرین جلسہ پر جن میں ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے۔ پایا جاتا تھا۔ خواجہ صاحب

بہت فراخدلی سے ہر رنگ میں معجزہ کے لفظ کو پیش کیا اور اپنے بیان کو کسی پہلو میں ایسا کمزور نہ کہا کہ سامعین میں سے کسی خیال کے آدمی کو ان کے بیان پر حرف گیری کا موقع ملتا۔ یہ لیکچر پورے تین گھنٹہ میں ختم ہوا۔ اور اس عرصہ میں توجہ مخلوق کا یہ حال تھا۔ کہ کسی طرح کی حرکت یا گفتگو تو درکنار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں میں کسی غیر شے کی مداخلت کا خیال بھی برا سمجھتے تھے۔ میں بار بار عام نظر ڈالتا تھا۔ اور دیکھتا تھا کہ سب لوگ ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ اخیر پر جب خواجہ صاحب نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کا وہ مقام اپنے سلسلہ بیان میں معجزانہ رنگ میں لاکر بیان کیا۔ جس کا تعلق اس موجودہ زمانہ کے حالات سے تھا۔ تو یہ مقام آپکے لکچر کا اس قدر توجہ کو مصروف کرنے والا ہوا اور طبائع کو اس قدر مغلوب کیا کہ ہر طرف سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی صدائیں اٹھتی تھیں۔ اس عاجز نے بالحاظ اس کے کہ خواجہ صاحب کا لکچر کن پہلوؤں پر ہوگا۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ زندگی پر کچھ شعر لکھے تھے۔ جو میں نے خود انتخاب کردہ اشعار پڑھے۔ اس لئے کہ ناظرین کو اس عاجز کے لئے دعا کی تحریک ہو یہاں لکھ دیتا ہوں۔

محمدؐ کا جہان میں کیا ظہور اللہ اکبر ہے ٭ سراپا آپکا اسرار ربانی کا دفتر ہے
خدا کیواسطے یہ زندگی دنیا میں آئی ہو ٭ مقام اس زندگی کا آپکا ہی جسم اطہر ہے
کرشمہ ایک دکھلایا ظہور حق کا بطحی نے ٭ ہر اک دل جس کرشمہ نے بنایا مثل اخگر ہے
محمد مصطفےٰ کی زندگی سب معجزانہ ہو ٭ خدا کے نور اعجازی سے جسم اس کا منور ہے
وہ ذات پاک احمدؐ آئینہ ہو حق نمائی کا ٭ ہویدا جس سے ہر اک دم میں ذات سب اکبر ہے
کھلی وہ طرۂ احمدؐ کی بو اطراف عالم میں ٭ کہ غرق ہو کر رہی آخر کو بو رشک اذفر ہو
محمدؐ بھی خدا کی قدرتوں کا کیا نمونہ ہو ٭ کہ جس کے کلام میں سنکر ہر اک حیران و ششدر ہو
خدا کی اس خدائی میں بہت انسان ہو گذرے ٭ محمدؐ بھی ہو گو انسان مگر بہتر سے بہتر ہو
کوئی دنیا میں گر ہو چشم بینا اور دل صافی ٭ خدا کا گر وہ جویا ہو محمدؐ اس کا رہبر ہے
محمدؐ سا بشر ہو کر ہو مقبول عالم کیوں ٭ بشر کہنے کو سارے میں محمدؐ جو بے شر ہے
ہر اک دنیا کی منزل میں مقام محمدؐ بالا ہے
وہ احمدؐ ہے وہ حامد ہے وہی محمود اکبر ہے
(حامد سیالکوٹی)

ادہر انجمن شبان المسلمین کا جلسہ تہا اور ۵۰ قدم کے فاصلہ پر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا اجلاس ہو رہا تہا جس الوسع انہوں نے اپنے لکچروں میں اسبات کو مدنظر رکھا کہ اپنی بے سروپا ادہر ادہر سے سنی سنائی اور ناقابل وثوق حکایتوں کو فروغ دیں اس بات کا احساس شبان المسلمین کے منتظمان کو بھی ہوا اور انہوں نے خواجہ صاحب کو مجبور کیا کہ دوسرے روز جو کہ اتوار ہے اور بعض لیکچرار مثلاً محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا تشریف نہیں لائے تو آپ ان کا دن لیکر آریہ صاحبان کی بے سروپا اعتراضوں کا جواب اس وقت پبلک میں ذکر کیسے میں جواب دینے چاہئیں خواجہ صاحب نے اس امر کو منظور کر لیا اور دوسرے دن پہر ان کا وقت مقرر کیا گیا۔ اس مضمون میں چونکہ خصوصیت کے ساتھ کوئی ہیڈنگ نہ تہا اس لئے خواجہ صاحب نے قوم اسلام کے تنزل کو مدنظر رکھکر اس کے موجبات پر تقریر شروع کر دی اور تمہید کا رنگ تہا کہ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کی پاک آیت کو پیش کر کے ان سب باتوں کا جو سلسلہ بیان میں آتی گئیں بڑے جوش سے ذکر کرتے گئے نصرت الٰہی سے یہاں بھی کام کیا اور خواجہ صاحب کی اس تقریر نے بھی دلچسپی پیدا کی اور قوم کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ظاہر کیا کہ جس قدر آریہ یا دیگر مذاہب اعتراض درمیان لاتے ہیں وہ بحمد اللہ قرآن کریم میں سے ہم کو نہیں دکھلا سکتے اور ہمارا اسلام قرآنی ہے اور افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مختلف مصنفوں نے بعض غلط فہمیوں سے اپنی کتابوں کے شائع کرنے سے ایسے اعتراضوں کا موقعہ غیر مذاہب کو دیا ہے مگر غیر مذاہب کے معقول پسند اور انصاف جو لکچرار ان کو بہت مناسب ہے کہ وہ قبل اس کے کہ مذہب اسلام پر اعتراض کریں قرآن کریم کے کسی مقام سے جو مسلمانوں کا دین و ایمان ہے ہرگز باہر نہ جاویں قرآن کریم مکمل اور متمم کتاب ہے اور ہم کسی زید و بکر کے قصہ کہانیوں کے ذمہ وار نہیں اور یہ ظاہر کیا کہ آریہ صاحبان کی نیت اور طریق اعتراض ہرگز حق طلبی پر مبنی نہیں ہے۔ ورنہ جو راہ ہمارے امام و پیشوا ایسے حضرت مسیح موعود نے پیش کی ہو اگر سب مسلمان اس پر متفق ہو کر چلنا مانیں تو آج جملہ اعتراضوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہ تقریر بھی خواجہ صاحب کی مؤثر پڑی اور خواجہ صاحب ۱۲ بجے دوپہر فارغ ہو کر اسٹیج سے اتر کر فرودگاہ پر تشریف لے آئے۔ اور شام کے ۵ بجے کی گاڑی پر لاہور کو روانہ ہو گئے۔

خاکسار حامد شاہ از سیالکوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ سولھواں رکوع ۷

سورۂ مریم رکوع ۴

(گزشتہ سے پیوستہ)

کے ساتھ خاص ہیں کہ غیر اس امت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے۔

ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مضامین کراغی کر کے لکھتے تھے۔

آیت ۴۔ صادق الوعد۔ یہاں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آتا ہوں آپ یہاں ٹھہرو۔ آپنے کہا اچھا۔ ایک سال تک کھڑے رہے۔ یہ جھوٹی روایت ہے کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

آیت ۵۔ کان یامر اھلہ۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ واصطبر علیھا۔ مطلب یہ ہے کہ قسم قسم پیرایوں میں کہتا ہی چلا جاوے۔

آیت ۷۔ ادریس۔ آپ کا دوسرا نام اخنوک ہے۔ حضرت نوح سے پہلے ہوئے تھے۔ یہوواہ کے پہلے خط کے ۵ باب میں ان کا ذکر ہے۔

ورفعنٰہ مکانا علیا۔ ہم نے عظیم الشان رفعت (مرتبہ) دی تھی۔

آیت ۸۔ سجدًا۔ فرمان برداری کے لئے گر پڑتے۔

ایک عجیب کہانی حضرت ادریسؑ کے متعلق لکھی ہے کہ ملک الموت سے کہا کہ جان نکال کر دکھا۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ خود آپ بہشت میں گئے۔ پھر واپسی سے انکار کر دیا۔ ایسی کہانیاں یہودیوں کی شرارت سے غالباً اسلامی تفاسیر میں داخل ہوئی ہیں۔

آیت ۹۔ خلْف۔ ل کے سکون کے ساتھ گندے پیچھے آنیوالے۔ خلَف۔ ل کی فتح کے ساتھ۔ نیک لوگ پیچھے آنے والے۔

غیّ۔ جہنم کا نام ہے۔

آیت ۱۱۔ ماْتیا۔ آنے والا۔

آیت ۱۲۔ جنۃ۔ اس میں ایک پیشگوئی ہے۔ کہ ارض مقدس کے مالک مسلمان ہوں گے

آیت ۱۴۔ نتنزل۔ اس کا فاعل ۱۔ مومن ہیں بہشت میں داخل ہونے کے وقت یا ۲ جبرائیل یا مراد مسلمانوں کا نزول ہے اس ملک میں۔

آیت ۱۵۔ اصطبر۔ عبادت پر استقلال کرو۔

سمیا۔ ہمنام۔ ولد۔

۲۱۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۸

(سورہ مریم رکوع ۵)

آیت ۱۔ الانسان۔ وہ انسان جو قیامت کا منکر ہے ایسا کہتا ہے بعض انسان اپنے اعمال سے ظاہر کرتے ہیں کہ مر کر بھی اٹھنے کا خیال ان میں بہت کم ہے۔

آیت ۲۔ اولا یذکر۔ لسوف اخرج کا جواب دیا ہے۔ کہ پہلے بھی تم لم یک شیئا میں کو ملے ہی تھے۔

آیت ۳۔ فو ربک۔ وہ رب جس نے تم کو عدم سے وجود دیا پھر تربیت کر کے وجود میں لا سکتا ہے ربوبیت الٰہی کا تقاضا ہے کہ جو ناقص گیا ہے وہ کامل ہو اور جو کامل ہو گیا وہ ترقی کرے۔

حول جھنم۔ اس سے بھی ثابت ہو کہ الانسان سے مراد وہی انسان ہیں جو منکران قیامت و خدا ہیں دنیا میں بھی کوئی بدکار سکھی نہیں دیکھا گیا۔ گویا یہاں بھی یہ گروہ حول جہنم ہی ہے۔

آیت ۴۔ عتیا۔ متمرد۔ سرکش۔ احکام نہ ماننے والے۔

آیت ۵۔ وان منکم الا واردھا۔ منکم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ اذا مامت الخ یہ غلط ہے کہ متقی بھی دوزخ میں جائیں گے بلکہ صرف کفار جائیں گے جیسا کہ اور جگہ فرمایا ہے۔

یوم نحشر المتقین الی الرحمان وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا۔ یہاں تمیز کر دی۔ پھر فرمایا۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولٰئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون۔ الخ یعنی متقی تو دوزخ کی بھنبھناہٹ تک نہ سنیں گے۔ ان منکم سے یہ مراد ہے کہ اے منکران قیامت تم سب دوزخ میں جاؤ گے ثم ننجی سے یہ مطلب ہے کہ پھر ہم تمہیں ایک اور بات بتائیں وہ یہ کہ متقی نجات پائیں گے۔

آیت ۷۔ حتما مقضیا۔ لازمی اور واجب یہ امر ہے۔

آیت ۹۔ اثاثا۔ گھر کا اسباب۔

آیت ۱۴۔ سنکتب۔ ہم محفوظ رکھیں گے۔

۲۲۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۹)

سورہ مریم رکوع ۹

تمہید کچھ علم انسان آنکھ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ کان کے ذریعے۔ کچھ ناک کے ذریعے۔ کچھ لمس کے ذریعے۔

لیکن ایک علم ان حواس خمسہ کے علاوہ کسی ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جو بہت ضروری ہے اور جس کی تڑپ انسان کی فطرت میں ہے۔ مگر حواس ظاہری اس کے حصول کی راہ میں رہ جاتے ہیں۔ انبیاء کے ایسے حواس ہوتے ہیں جو دوسری دنیا کے حالات سے ہمیں آگاہ کریں۔ شیاطین ان باتوں کو نہیں مانتے۔ اور دوسروں کو بھی اس پاک گروہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

آیت ۱۔ الم تر۔ کیا تم یہ بھی جانتے ہو۔

تؤزهم ۔ اُکساتے ۔ اُبھارتے ۔ اغوا ۔

علی الکافرین ۔ پہلے انسان اپنے اندر کفر کی حالت پیدا کرتا ہے ۔ پھر شیطان اس پر آتا ہے ۔

آیت ۸ ۔ وفداً ۔ جیسا کہ بادشاہ کے پاس ایلچی آتے ہیں ۔

آیت ۸۸ ۔ من اتخذ عند الرحمٰن عھداً ۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے ۔ کہ ۲۵ پارہ سورہ زخرف اخیر رکوع میں ولا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شھد بالحق وھم یعلمون ۔ یعنے وہ شفیع ہوگا ۔ جو آجکل حق کی گواہی دے رہا ہے اور اسے سب جانتے ہیں یعنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

آیت ۷ ۔ اِدّاً ۔ پنجابی لفظ ادّا غالباً اسی سے نکلا ہے ۔

آیت ۹۰ ۔ تکاد السموات ۔ یہ پیشگوئی ہے ۔ اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے ۔

ھدّاً ۔ سخت ۔ آسمان سے وہ عذاب ہے جو نازل ہو ۔

آیت ۹۱ ۔ ما ینبغی ۔ یہ بات صفت ربوبیت کے مخالف ہے ۔ کہ اس کا کوئی ولد ہو ۔

آیت ۹۶ ۔ ودّاً ۔ ہم نے دیکھا ہے ۔ کہ خدا کے لئے جب ہم کسی کو چھوڑتے ہیں ۔ تو اللہ بہتر سے بہتر دوست دیتا ہے ۔

آیت ۹۸ ۔ رکزاً ۔ پاؤں کی آواز ۔ صوت الرجل ۔

یہاں سورہ مریم کے نوٹ ختم ہوگئے

آغاز سورہ طٰہٰ رکوع اول

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۱۰

۲۳ ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

تمہید مؤمن کے لئے تسلی کی بڑی ضرورت ہے اور تسلی میں نمونہ سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ۔ صحابہ کرام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے ۔ اس حالت میں ان کو حضرت موسیٰ کا بیان سنایا جاتا ہے ۔ کہ کیونکر وہ دشمنوں سے محفوظ رہے ۔ اور آخر کار مظفر و منصور رہے ۔ اس رکوع میں وا اخاہ کے سہارے کا ذکر ہے

آیت ۱ ۔ طٰہٰ ۔ جن کو کسی کام کی دھن لگی ہوئی کہ ضرور ہو جائے اور جس میں وہ کامیاب ہو ۔ ناکامیاب ہو ۔ تو طٰہٰ کہتے ہیں ۔

آیت ۲ ۔ لتشقیٰ ۔ تو اور (تیرے ساتھی ناکام رہیں) ایسا نہ ہوگا ۔

آیت ۳ ۔ تذکرۃ ۔ یاد دلانے والا نصیحت ۔ جو کچھ فطرت میں ہے ۔ اسے یاد دلاتا ۔

آیت ۵ ۔ علی العرش استویٰ ۔ وہ اپنے تخت سلطنت پر بے عیب ہوکر قائم ہے ۔

آیت ۷ ۔ یعلم السر واخفیٰ ۔ سِر وہ ہے جو اس وقت ہمارے اندر ہے اور اخفیٰ وہ ہے جو آئندہ حالت میں انسان کے ارادے ہو سکتے ہیں اور جو خود اس شخص کو بھی معلوم نہیں ۔

آیت ۹ ۔ حدیث ۔ شریعت ۔

آیت ۱۰ ۔ او اجد علی النار ھدیً ۔ اس آگ پر جو لوگ ہیں ۔ شاید وہ میری راہنمائی کریں ۔

جب ہم پرانی تاریخ دیکھتے ہیں ۔ تو معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جب کبھی کسی کو مقابلہ کرنا منظور ہوتا ۔ تو وہ مہمانی کرتا ہے اور اپنے دوستوں کو مدعو کرکے اپنے خطرے سے آگاہ کرتا ہے ۔ دوسرا طریق یہ ہے ۔ کہ پہاڑیوں پر بہت سی آگ جلا دیتے ۔ ع

میان دو کس جنگ چون آتش است ۔

پھر بات بڑھی تو بارود وغیرہ میں بھی آگ ہی ہے ۔ پھر رسولوں کے اعداء کے لئے جہنم آگ ہی ہے ۔ حضرت موسےٰ کو ایک تجلی ہوئی ۔ جس کا یہ معنے تھا ۔ کہ تم کو اور تمہاری قوم کو کچھ لڑائیاں پیش آئیں گی ۔ اور یہ قصہ نبی کریم کو سنایا کہ آپ کو بھی آگ (جنگ) سے واسطہ پڑے گا ۔

آیت ۱۲ ۔ اخلع نعلیک ۔ بعض لوگوں نے یہ مراد لی ہے کہ فرمایا کہ جوتی اُتار دو ۔ اگر جوتی پاک ہی ہوتی ہے ۔ اس کا جواب دیا ہے کہ گدھے کے چمڑے کی تھی ۔ یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی ۔

صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ حالت کشفی تھی ۔ نعلین سے بیوی اور بچے مراد ہیں ۔ کہ اس وقت ہم سے ہمکلامی ہوتی ہے ۔ گویا فرمایا بیوی بچے کا خیال چھوڑ کر بالکل ہماری طرف آجاؤ ۔ چنانچہ اسی محاورے کے مطابق روحانی نفسانی تعلقات کے بارے میں ایک کتاب خلع النعلین لکھی گئی ہے ۔

آیت ۱۵ ۔ اکاد اخفیھا ۔ ایک پادری نے اخفی کے معنے چھپانے کے ہے کر ایک مولوی پر اعتراض کیا ہوا تھا ۔ میں بھی وہاں پہونچا ۔ میں نے یہ ترجمہ کیا ۔ قریب وہ زمانہ ہے ۔ کہ اس کے خفاء کو ہم دور کر دیں ۔ خفی کے معنے چھپنے کے ہیں ۔ اخفا کے معنے خفا دور کرنے کے ہیں (باب افعال سے جو معنے سلب آتا)

آیت ۱۷ ۔ جیسا اخفی الیاق لمعاً ۔ حضرت موسےٰ کو جب علم حاصل ہوا کہ لڑائی ہوگی ۔ تو اس کی فکر پڑی ۔ خدا تعالیٰ اس میں کامیابی کی راہ بتاتا ہے ۔

آیت ۱۸ ۔ قال ھی عصای ۔ محبوب بات کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے اس لئے تطویل کی ۔

آیت ۱۹ ۔ القھا یا موسیٰ ۔ یہ سب کشفی واقعہ ہے ۔ گویا یہ دکھایا کہ خدا تعالےٰ تمہیں ایک جماعت دے گا ۔ جو تیری دشمن کی ہلاکت کا موجب ہوگی ۔ وہ ایسی مطیع ہوگی ۔ جیسے تیری لاٹھی اور وہ ایسی خونخوار ہوگی جیسے یہ سانپ ۔

اسلام کو بھی سانپ سے تشبیہ دی اور آپ کے قریہ کو ناکل القریٰ فرمایا ۔

آیت ۲۲ ۔ واضمم یدک ۔ حضرت موسیٰ کو فرمانا اور نبی کریم کو سمجھانا ہے ۔ کہ تیری بغل میں بھی ایک کتاب ہوگی ۔ جو بالکل بے عیب اور نور مبین ہوگی ۔

آیت ۲۴ ۔ طغیٰ ۔ حد سے بڑھ گیا ۔

۲۴ ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۱۱

سورہ طٰہٰ رکوع ۲

رب اشرح لی صدری ۔ شرح صدر یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کے لئے تحمل طیار ہو جاوے ۔ جسکو انشراح صدر ہوتا ہے ۔ اسے (۲) اللہ پر ایمان ہوتا ہے

(۳) ذکر الٰہی کرتا ہے۔ (۳) بہادر ہوتا ہے (۴) آنکھ۔ زبان۔ اعضاء کسی امر لغو کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (۵) اللہ کی طرف جھکا رہتا ہے (۶) مخلوق سے احسان کرتا ہے۔ (۷) دانا ہوتا ہے (۸) معجزہ اور رسل کا اس میں نام نہیں ہوتا۔ (۹) متوکل علے اللہ ہوتا ہے (۱۰) سعی والا ہوتا ہے مومن کو چاہیئے۔ کہ ہدایت کا علم سیکھے اور سکھلائے (ب) شبہات کو دلائل و دعا اور تدبیر سے دور کرے۔ (ج) خواہشوں اور شہوتوں میں شیطان کا مقابلہ کرے۔ (د) زبان۔ جان۔ مال سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

واحلل عقدۃً من لسانی۔ عقدۃ اللسان کلام میں روانگی نہ ہونے کا نام ہے۔

وفتنٰک فتونا۔ تجھے ہمیشہ مصفا بناتے رہیں۔

قولا لیّنا۔ کیونکہ اس کو بادشاہ ہی میں سے ہی بنایا ہے۔ پس اس کے شاہی مزاج اور درباری قوانین کا لحاظ رکھو۔

بآیٰتی۔ اس آیت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ہے کہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ سلامتی کا نزول اسی پر ہے۔ جو ہدایت کی تابع ہوا۔ اور عذاب اس پر جس نے حق کو جھٹلایا اور نہ پھرا آخر فرعون عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہوا۔ اور حضرت موسےٰ سلامت رہے۔ جس سے دنیا پر ثابت ہو گیا۔ کہ ہدایت پر کون ہے۔

۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۱۲

(سورہ طٰہٰ رکوع ۳)

منھا نخرجکم۔ اس میں حشر اجساد کا اشارہ فرمایا۔ کیونکہ اس سے پہلے منھا خلقنٰکم بھی فرمایا ایک اور جگہ فرمایا۔ ولکم فی الارض مستقر۔

یہ ایک بحث ہے۔ کہ انسان جب مر جاتا ہے۔ تو وہ چیز جو اس کے اندر رہتی ہے وہ کہاں جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق جسم و مکان ہو گا۔ بعض کی نسبت عرش کی قندیلوں میں ہونا لکھا ہے۔

قبر اس مکان کا نام ہے۔ جہاں پر نفس بعد الممات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے۔

ثم اماتہ فاقبرہ۔ آیت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کونسی قبر ہے۔ جہیں میت کو حسب اعمال آرام یا دکھ پہنچتا ہے۔

پس اس قسم کے اعتراض کہ ہمیں قبر میں بچھو سانپ کاٹتے ہوئے اور آگ نظر نہیں آتی وغیرہ حل ہو جاتے ہیں۔

فکذّب۔ تکذیب رسل بڑا بھاری جرم ہے۔ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ۔

وابٰی۔ انکار بہت سے خطرناک جرموں کی اصل ہے۔ ابلیس کی نسبت فرمایا۔ استکبر و ابٰی۔ انسان جب تکذیب کے بعد بدظنی میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو انکار پر کمر باندھتا ہے۔

لتخرجنا من ارضنا۔ یہ فرعون کی چالاکی تھی۔ الزام بغاوت لگا کر اپنی تمام قوم کو حضرت موسیٰ کے خلاف بھڑکا دیا۔

مکانا سُوًی۔ وہ مکان جس میں امرا آپ کے لئے مساوات کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی میری جماعت اور آپ کی غربت کا فرق نہ رہے۔ یہ بات فرعون کی فراخ حوصلگی پر دال ہے ایک طرف اپنی قوم کو بھڑکاتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ منصفانہ بات۔ مسلمانوں کو مباحثات میں ایسی باتوں کا خیال چاہیئے۔ مگر افسوس کہ وہ بہت تنگدل ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی تھی۔

وان یحشر الناس ضحیٰ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی مکہ کو ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت فتح کیا اور مکہ کی نسبت۔ مثویٰ للعاکفین۔ آچکا ہے یہ حصہ گویا پیشگوئی کے رنگ میں ہے۔

کیدہ۔ ہر قسم کی تدابیر جو وہ اپنی عقلمندی سے کر سکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک غزوہ میں پوچھا ہے کہ مکیدہ من تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم خندق کھودیں گے۔

دینٰ ھیا۔ یعنے ملک کے علاوہ تمہارے مذہب کو بھی برباد کرنے پر تلا ہے۔

اماان تلقی۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ یہ ادب ان کے کام آیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

انھا تسعیٰ۔ حبال و عصی کے رنگ میں جو کچھ تدابیر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ لوگوں کو ایسا خیال پڑتی ہیں کہ وہ مظفر و منصور ہونے میں سعی کر رہی ہیں۔

فاوجس فی نفسہ خیفۃ۔ یہ ڈر نہیں تھا کہ ہم پر غالب ہو جائیں گے یا خدا کا دین باطل ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ لوگ کم فہمی سے ابتلاء میں پڑ کر دین حق سے محروم رہ جاویں گے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے بھی وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ آیا ہے۔ وہاں بھی یہی معنے ہیں۔ کیونکہ آگے الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ۔ فرمایا۔ قرآن کریم میں ایسی کئی نظیریں ہیں۔ ووجدک ضالا بھی فرمایا اور ماضل صاحبکم بھی آیا ہے اور انک لا تھدی بھی فرمایا اور انک لتھدی بھی۔

فی یمینک۔ یعنے ہم نے تجھ کو جو کچھ راستبازی کی قوت کے اندر انعام دیا ہے اس سے کام لے کر ان تمام حیلے والوں کو باطل کر دو۔

انہ لکبیرکم۔ یہ چالاک لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ ناکام رہ کر وقت پر ندامت مٹانے کے لئے جھٹ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

مباحثات میں بھی اب ایسے لوگوں کے وارث دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی احتمال نکال کر دلیل کو باطل قرار دے لیتے ہیں۔ میرے نزدیک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو شخص بات بات میں احتمال نکالنے کا عادی ہے۔ اس کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں ہو سکتی۔

فاقض ما انت قاض۔ مومن اور کافر کا فرق اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ حالت کفر میں تو کہتے ہیں ائن لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین۔ گویا وہ اپنی تمام کرشمہ نمائی و سحر سازی کا مول چند پیسے سمجھتے ہیں اور فرعون کے تقرب کو بڑا اعلےٰ درجہ کا انعام سمجھتے ہیں۔ یا اب حالت ایمان میں یہ حال ہے کہ کس جرأت سے کہتے ہیں۔ فاقض ما انت قاض انما تقضی ھٰذہ الحیٰوۃ الدنیا۔

مجرما۔ قطع تعلق کرنے والے۔

مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ طٰہٰ رکوع ۴ سیپارہ ۱۶ رکوع نمبر ۱۴)

اس رکوع میں قصہ تو موسےٰ کا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور آپ کے پیچھے آنے والوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے

اس لئے فرمایا۔ لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب۔

ان اسر بعبادی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ حکم ہونا تہا۔ چنانچہ گویا یہیں اشارہ فرما دیا۔ اور یہ سورۃ مکی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر جیسے پاک بندے کے ساتھ راتوں رات گئے۔

فی البحر۔ بحر عربی زبان میں کھلے میدان کو بھی کہتے ہیں۔ کلمۃ بحادًا بحرًا۔ فلاں آدمی سے میں نے بات کھل کے کی۔ سمندر کو بحر بھی اس لئے کہتے ہیں۔ دو محاورے مدینہ کے اسوقت یاد آگئے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب رسول کریم کی کچھ مخالفت کی۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا۔ کہ اس بحرہ کے لوگ اتفاق کر چکے تھے۔ کہ اس کو بادشاہ بنا دیں مگر آپکے آنے سے یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا اس لئے یہ حسد کرتا ہے۔

کہ وہ مدینہ جو وسیع میدان تہا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔

یبسا۔ موسےٰ جس رستہ سے گئے تھے۔ وہ خشک تہا۔ چنانچہ فرمایا کہ تم اس رستے جاؤ جو سمندر میں خشک پڑا ہے۔

فاتبعہم فرعون بجنودہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بھی لوگ پکڑنے کے لئے دوڑے اور پکڑ کر لانے والے کے لئے سو ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کئے۔

ما غشیہم۔ جیسے فرعونیوں پر بلا آئی ویسے ہی مشرکان مکہ پر بھی آئی۔

اضل فرعون۔ وہاں فرعون تہا اور یہاں ابو جہل۔

المن۔ بے محنت رزق۔

السلویٰ۔ قسم کی چڑیاں۔ شہد۔ بعض بٹیر کو کہتے ہیں۔

وما اعجلک۔ اس موقعہ کا ذکر ہے۔ جب موسےٰ طور پہ گئے تھے۔ ہمارے نبی کریم بھی دنیا سے جلدی چل دئے۔ ہم بھی ان کے پیچھے آخر میں حاضر ہونے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے۔

افلا یرون الا یرجع۔ یہ اس کے معبود ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کہ معبود تو وہ ہے جس کے آگے تم تضرع کرو۔ تو وہ جواب دے۔

۳۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع ۱۴

سورہ طٰہٰ رکوع ۵

فتنتم بہ۔ تمہیں بچھڑے کی پوجا کرنے کے لئے یہ ایک ابتلا آیا ہے

حتی یرجع الینا موسیٰ۔ ہارون بھی رسول نبی تھے اور حضرت موسیٰ بھی۔ مگر ہارون کے سامنے انہوں نے بت پرستی کی۔ یہ عجب ایک الٰہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کا غرض تو ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آنے تک ہم اسی بات پر جمے رہیں گے۔ مگر ہارون کو تو اس فعل میں شریک گردانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہارون نے نرمی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ہارون کی بریت ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت علی کی نسبت بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسے ہارون کے ساتھ بریہو کا معاملہ تہا۔ ایسا ہی حضرت عثمان کے قتل میں حضرت علی کو شریک گردانا گیا۔ مگر آپکا دامن بالکل پاک تہا۔

ان آیات سے سمجھے حضرت علی کی بریت اور حضرت عثمان کے قتل سے بالکل الگ رہنے کا یقین ہے۔

ان تقول فرقت۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت علی پر تفرقہ کا الزام غلط ہے۔ اور آپنے تحکیم جو تسلیم کی تو انہی آیات کی ماتحت۔

یا ابن ام۔ جو نسبت باپ کے ماں میں زیادہ محبت و رحمت جوش مارتی ہے۔ اس لئے اس سے منسوب کیا۔ تا رحمت کی طرف جھکیں۔

یا سامری۔ سامرہ ایک قوم کا نام ہے۔

بصرت بما لم یبصروا۔ یعنی میں خوب سمجھتا ہوں۔

فقبضت قبضۃ ... الی سولت لی نفسی } یعنے میں نے اے رسول (موسےٰ) تیری تعلیم توحید سے کچھ لیا تھا اب میں اسے چھوڑتا ہوں۔ کیوں؟ میری مرضی

جبرائیل کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی لے کر بچھڑہ بنانا ایک جھوٹی کہانی ہے۔

لا مساس۔ یہ سزا دی ہے۔ کہ جب تو رستے میں چلے۔ تو پرش پرش کہتا جائے۔ یہ جھوٹی کہانی ہے۔ کہ جو اسے چھوتا اسے محرقہ بخار ہو جاتا۔

لن تخلفہ۔ پیشگوئی فرماتا ہے۔ کہ اسلام میں بھی ایک ہارون ہوگا۔ اس وقت قوم فتنہ میں پڑے گی۔ ایک سامری ہوگا۔

عبد اللہ بن سبا یمن کا رہنے والا یہودی۔ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اس نے ازراہ شرارت اظہار اسلام کیا۔ بصرہ کوفہ میں گیا اور عثمان کے مطاعن یاد کر لئے شام تک گیا۔ حضرت معاویہ نے اسے مدینہ میں قید کر دیا۔ حیلے حوالے کر کے چھوٹا۔ تو مصر میں گیا۔ وہاں قوم کو بھڑکایا اور عثمان کے عزل پر لوگوں کو بہکایا۔ مگر وہ سامری آخر میں ذلیل ہوگا۔

عشرا۔ ہم دنیا میں دس صدیاں رہیں۔ یہ ایک خاص قوم کی نسبت پیشگوئی ہے۔

الا یوما۔ یعنی ہزار برس کا ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)